ماہنامہ

فیصل آباد
پاکستان

حلیۃ

رجب المرجب ۱۴۲۹ھ بمطابق جولائی، اگست 2008ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ

اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ

ترجمہ: تحقیق تعداد مہینوں کی نزدیک اللہ کے بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں

مدیر

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی

کلمۃ الحبیب

ممبئی حملے! فائنل راؤنڈ کی تیاری

ابن انیس حبیب الرحمن لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

۲۰۰۱ء میں جو کھیل عالمی سطح پر افغانستان میں امریکہ نے شروع کیا تھا، لگتا ہے کہ اس کھیل کے آخری راؤنڈ کی تیاریاں شروع ہوچکی ہیں۔ ممبئی میں جو کچھ ہوا، اس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس میں جو لوگ مارے گئے وہ بے گناہ تھے، اور مارنے والے انتہائی سفاک تھے۔ اس کی تحقیقات ابھی پردے میں ہیں۔ متاثرہ ملک نے حسب عادت بے دھڑک پاکستان پر الزام عائد کردیا۔ کہ یہ سب کچھ کرنے اور کروانے والا پاکستان ہے۔ اب تک دونوں ملکوں کی آپس میں زبانی طور پر تندوتیز جنگ جاری ہے۔ متاثرہ ملک بار بار یہ باور کرانے کی کوشش کررہا ہے کہ یہ انتہائی تربیت یافتہ تھے۔ دس آدمی جن میں سے نو ہلاک کردیئے گئے اور ایک زندہ باقی ہے۔ اس زندہ کے متعلق کہا جارہا ہے کہ وہ پاکستان کے ایک قصبہ فرید پور کا رہنے والا ہے۔ باقی لوگوں کا تعلق بھی پاکستان میں کشمیر کاز پر کام کرنے والی تنظیم ”لشکر طیبہ“ سے ہے۔ جس کو ۲۰۰۲ء میں خلاف قانون قرار دیا گیا تھا۔

جبکہ کہنے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہندوستان نے اپنے اس جرم کو چھپانے کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے جس کا بھانڈا اس سے کچھ ہی عرصہ قبل ہندوستانی فوج کے ایک کرنل کی گرفتاری کی وجہ سے سرعام پھوٹا۔ مالے گاؤں میں جو بم دھماکے ہوئے اور گذشتہ سال فروری میں سمجھوتہ ایکسپریس میں جو آگ لگی اس کا ماسٹر مائنڈ ہندوستانی فوج کا ”پروہت“ نامی ایک کرنل ہے۔ اس سلسلے میں کرنل پروہت گرفتار ہوا، اور اس پر مقدمہ چلایا جارہا تھا۔ کہنے والے یہ کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ کرنل پروہت کو گرفتار کرنے والا پولیس کا وہ ذمہ دار افسر ”ہمنت کرکرے“ اس ہنگامے میں مارا گیا۔ کیونکہ وہ ٹارگٹ کلنگ ہے۔ اس واقعہ سے نظر توجہ ہٹانے کے لیے یہ سارا کھیل کھیلا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ممبئی کے سابق وزیر اعلیٰ اور موجودہ مرکزی وزیر اقلیتی امور عبدالرحمن انتولے نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں

"کرکرے" کی ہلاکت کی تحقیقات کا مطالبہ کیا تو ہندوستان کے سیاسی مہاشوں نے ہاہاکر مچادی۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ اگر اس معاملے کی غیر جانبدارانہ تحقیقات شروع ہوگئیں تو اصل چہرے سامنے آجائیں گے۔

باقی رہا انڈیا گورنمنٹ نے میڈیا کے ذریعہ جن دس افراد کی تصویریں جاری کی گئی ہیں۔ اس کے متعلق کہنے والے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ پاکستانی ہیں تو یہ افراد وہ ہوسکتے ہیں جو کہ لشکر طیبہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے کشمیر میں اپنے نقطہ نظر کے مطابق جہاد کے لیے گئے ہونگے، وہ پہلے ہی سے گرفتار ہوگئے تھے۔ ان کو موقع پر لاکر مار کر ان کی شکلیں مسخ کرکے دنیا کے سامنے پیش کردیا گیا۔ اور ایک شخص کو زندہ رکھ کر اس سے اپنی مرضی کے بیان لیے جارہے ہیں۔ اس دھاچوکڑی میں بھارتی میڈیا افواہیں پھیلانے میں اپنا نہایت کریہہ کردار ادا کررہا ہے۔ واقعہ کی حقیقت کچھ بھی ہو، دونوں ملک غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ اس طرز عمل سے پورا خطہ آگ اور خون کی لپیٹ میں آتا ہوا محسوس ہورہا ہے۔

یہ سارا جو کچھ ہورہا ہے یہ صرف اور صرف مسئلہ کشمیر کی وجہ سے ہے۔ اکسٹھ سال گذرجانے کے باوجود دونوں ملکوں کی قیادت نے اس مسئلہ کو سنجیدگی سے حل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اگر کبھی کوئی پیش رفت ہوتی ہے تو ان دیکھی قوتیں اس میں کسی نہ کسی طرح سے رکاوٹ ڈال دیتی ہیں۔ موجودہ حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس خطے کی حکومتوں کو چاہیے تھا کہ ایسا طرز عمل اختیار کرتیں کہ یہ خطہ غیر ملکی طاقتوں کی سازشوں کی آماجگاہ نہ بن سکے۔ برصغیر کی آزادی آسانی سے نہیں ملی، اس کے لیے تقریباً ڈیڑھ سو سال تک قربانیاں دینی پڑی ہیں۔ مگر اس خطے کے حکمران اپنے طرز عمل سے دنیا پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ ہم لوگوں میں آپس میں صلح صفائی کے ساتھ معاملہ طے کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ تحریک آزادی میں اتنے لوگ نہیں مارے گئے جتنے کہ تقسیم ہند کے وقت فسادات اور بعد میں آپس کی لڑائی میں مارے گئے ہیں۔ بھارت کی پاکستان کے خلاف کھلی اور خفیہ کارروائیوں کی حقیقت امریکہ کے ممتاز سٹریٹجک تجزیہ نگار "سٹیفن کوہن" ایک بھارتی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ "بھارت اپنے ہمسایوں کو غیر مستحکم کرنے کے لیے دہشت گردوں اور انتہاپسندوں کو اپنی سرزمین استعمال کرنے کی باقاعدہ اجازت دے رہا ہے۔ تامل ٹائیگر اس

کی زندہ مثال ہیں جو سری لنکا میں کارروائیاں کر رہے ہیں‘‘۔ سٹیفن کوہن کوئی عام آدمی نہیں، جنوبی ایشیاء کے معاملات پر ان کی گہری نظر ہے۔ ۱۹۷۱ء میں بھارت نے مکتی باہنی کے ذریعے مشرقی پاکستان میں دہشت گردی اور تخریب کاری کروائی اور اب بھی بلوچستان میں قبائلی علاقوں میں دہشت گردوں کی بھرپور مدد کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں تو امریکہ بھی بھارت کی بھرپور طریقے سے پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔

بھارت مسلسل یہ الزام لگا رہا ہے کہ یہ کام لشکر طیبہ نے کیا ہے۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں کہ اس الزام میں ایک جھول ہے جس کی وجہ سے اس کو صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ وہ یہ کہ ممبئی حملہ میں جس چیز کو ٹارگٹ بنایا گیا ہے، وہ لشکر طیبہ کے کاز سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ لشکر طیبہ کا کاز صرف اور صرف کشمیری ہے۔ مگر ممبئی حملوں میں کوئی ایسا ٹارگٹ سامنے نہیں آیا جس سے کشمیری کاز ابھر کر سامنے آئے۔ اس حملے میں تو چن چن کر غیر ملکیوں وہ بھی امریکی اور یہودیوں کو ٹارگٹ بنایا گیا۔ بلکہ یہ بھی اطلاعات آتی رہیں کہ دہشت گردوں نے محصور لوگوں سے ان کے پاسپورٹ طلب کیے۔ یہ شواہد بتاتے ہیں کہ لشکر طیبہ کا یہ لوگ ٹارگٹ نہیں ہو سکتے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ لشکر طیبہ کی افغانستان میں کوئی لڑائی نہیں ہے، نہ ان کا کوئی آدمی افغان جنگ میں شریک ہوا اور نہ ہی اس جنگ میں ان کے کسی آدمی کے مارے جانے کی کوئی اطلاع ہے۔ ان لوگوں نے کبھی کھل کر طالبان کی حمایت نہیں کی۔ صرف بیانات کی حد تک رہے۔ اس لیے اس بات پر یقین کرنا کہ یہ لشکر طیبہ کی کارروائی ہے، غلط ہے۔

اب دوسری بات یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ کام طالبان قسم کے لوگوں نے کیا۔ اس کے متعلق اگرچہ متاثرہ ملک نے بات نہیں کی، وہ اس لیے بھی کہ طالبان یا ان کے متحرک حامی اتنے فارغ نہیں ہیں کہ یہ سوچ بھی سکیں۔ اس لیے کہ وہ خود حالت جنگ میں ہیں۔ ان کو پاکستان اور افغانستان دونوں ملکوں میں لڑائی کا سامنا ہے۔ لہذا وہ کوئی دوسرا محاذ جنگ کھولنے کی عیاشی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

اب رہی اگلی بات، وہ یہ کہ آخر یہ کس نے کیا؟ اس کے متعلق مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ اب ہندوستان میں جنرل الیکشن آ رہے ہیں، الیکشن جیتنے کے لیے یہ سارا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ جس طرح ۱۹۷۱ء میں گنگا طیارہ اغواء کر کے پاکستان پہنچایا گیا تھا، اور اس کے بعد دونوں ملکوں میں جنگ ہوئی، جس کی پاداش میں بنگلہ دیش بنا۔

یا پھر یہ کہ امریکہ عراق میں جوتے کھا کر ذلیل ہونے کے بعد اب ہر صورت میں افغانستان

میں جنگ جیتنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے وہ افغانستان میں روس کے خلاف بزعم خود جنگ جیت چکا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان میں روس کے خلاف جنگ امریکہ نے نہیں لڑی، بلکہ مقامی افراد سر پہ کفن باندھ کر میدان میں آئے۔ امریکہ نے صرف ان کو اسلحہ اور اس کی ٹریننگ دی۔ ورنہ اس سے پہلے ویت نام میں جس ہزیمت کا امریکہ کو سامنا کرنا پڑا وہ بھی تاریخ کا ایک ناقابل فراموش حصہ ہے، جس کو امریکہ کبھی نہیں بھولے گا۔ جس طرح عراق میں مقامی آبادی نے ساتھ نہیں دیا اور اس کے ہمسایہ ملکوں سے وہ امداد نہ مل سکی جس کا امریکہ خواہاں تھا۔ اس لیے اس کو جوتے کھا کر نکلنا پڑ رہا ہے۔ اب وہ اپنی عزت بچانے کے لیے افغانستان کو مرکز بنانا چاہتا ہے۔ افغانستان میں اس کو یہ سہولت میسر ہے کہ اس کے اس معاملے میں کئی اتحادی ہیں۔ سب سے پہلے تو پاکستان کی حکومتوں کو ہی لے لیجیے، ہمارے حکمران امریکہ کے ہر حکم پر آداب بجالاتے ہیں۔ اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرا اہم ملک امریکہ کے مخالف ہونے کے باوجود اس مسئلہ میں امریکہ کی مدد کرتا ہے، وہ ملک ایران ہے۔ ایران کے اگرچہ امریکہ کے ساتھ شدید اختلافات ہیں مگر افغانستان کے معاملے میں دونوں ایک ہیں۔ سقوط کابل کے وقت طالبان کے خلاف ایران نے امریکہ کو مدد دی، ورنہ امریکہ کبھی بھی کابل میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ جب امریکہ کابل میں داخل ہوا تھا تو اس وقت اخباروں میں ایک تصویر شائع ہوئی تھی کہ نیویارک میں امریکہ کے وزیر خارجہ اور ایران کے وزیر خارجہ اس خوشی میں ہاتھ ملا رہے ہیں۔ اسی طرح جب گزشتہ دنوں عالمی سطح پر طالبان سے بات چیت کا عندیہ دیا گیا تو ایران نے اس کی مخالفت کی تھی۔ اب بھی افغانستان میں امریکہ جو کچھ کر رہا ہے اس کی ایران کی طرف سے مخالفت نہیں ہو رہی۔ اسی طرح سے افغانستان کی سرحد سے ملنے والا ایک ملک تاجکستان ہے وہ بھی طالبان کے خلاف ہے۔ اسی طرح چین بھی خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہا ہے، کیونکہ چین بدھ مذہب سے تعلق رکھتا ہے، چونکہ افغانستان میں طالبان کے زمانے میں بدھا کے مجسمے توڑے گئے۔ اسی طرح طالبان پر الزام ہے کہ انہوں نے چین کے صوبہ سنکیانگ میں اسلامی انقلاب کے لیے کوشش کی۔ نیز روس کا جو حشر افغانستان میں ہوا، اس وجہ سے وہ کبھی بھی طالبان کا ساتھ نہیں دیگا۔

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو امریکہ کے لیے پنجابی زبان میں (ستے ای خیراں نے) یعنی فضا بالکل ہموار ہے۔ مگر کیا کیا جائے کہ امریکہ افغانستان کے پہاڑوں کا کچومر نکالنے کے

باوجود طالبان کے حوصلے پست کرنے میں ناکام رہا۔ امریکہ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے افغانستان پر قابض ضرور ہو گیا ہے مگر فاتح نہیں بن سکا۔

اب خبریں آرہی ہیں کہ امریکہ افغانستان میں مزید تیس ہزار تازہ دم فوج بھیج رہا ہے۔ صرف خطرہ یہ ہے کہ افغانستان کے طالبان کے ساتھ ساتھ پاکستان کے قبائلی علاقوں سے کوئی بڑا رد عمل نہ ہو۔ کیونکہ افغانیوں اور پاکستان کے قبائلی علاقوں کے باسیوں کے تہذیب و تمدن ایک ہیں۔ مرنے مارنے کا جذبہ ایک ہے۔

اب آئیں اصل گیم کی طرف۔ کچھ عرصہ قبل ماہ نومبر میں ایک امریکی اخبار نے "کٹا پھٹا پاکستان" کے عنوان سے ایک نقشہ جاری کیا تھا جس میں پاکستان کو ٹکڑوں کی شکل میں دکھایا گیا تھا۔ اس کا اصل مقصد پاکستان پر ایسا دباؤ ڈالنا تھا کہ جس سے پاکستان ان کی مرضی کے مطابق چلے ورنہ پاکستان کا یہ حشر ہوگا۔ اس کے جواب میں عوامی سطح پر ایک غیر معمولی رد عمل ہوا۔

۲۰۰۲ء میں جب امریکہ افغانستان کا کچومر نکال رہا تھا تو اس وقت جنوری میں ہندوستان کی پارلیمنٹ پر ایک حملہ ہوا تھا۔ اس وقت بھی یہی صورت حال تھی۔ اس وقت بھی لشکر طیبہ پر الزام عائد کیا گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ کئی اور تنظیموں پر پابندی لگائی گئی تھی۔

اب جبکہ امریکہ کی تیس ہزار تازہ دم فوج افغانستان میں اتر رہی ہے اور سننے میں آرہا ہے کہ ہندوستان کی ڈیڑھ لاکھ فوج بھی افغانستان میں لائی جارہی ہے تو اس معاملے سے دنیا کی نظر ہٹانے کے لیے یہ سب کچھ کیا جارہا ہے۔ اور خام بدہن کوشش یہ ہو رہی ہے کہ اسرائیل کے ذریعہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں پر حملہ کر کے ان کو تباہ کر دیا جائے۔ تاکہ جو خطرہ پاکستانی ایٹم بم کا ہے وہ بھی ختم ہو جائے۔ تازہ خبر یہ ہے کہ امریکہ کے ایک اخبار "وال سٹریٹ" نے یہ کہا ہے کہ پاکستان کا ایٹمی اثاثہ سو ارب ڈالر میں خرید لیا جائے۔ جس طرح پہلے پاکستان کے فوجی حکمران ریٹائرڈ جنرل مشرف کو دس ارب ڈالر دے کر اس سے پاکستان کا سب کچھ خرید لیا تھا۔ اسی طرح موجودہ حکمران جو کہ پرویز مشرف کی اسی پرانی پالیسی پر چل رہے ہیں، ان کی حب الوطنی کا بھی امتحان ہوتا نظر آرہا ہے۔ کیونکہ موجودہ حکمرانوں پر پہلے دس پرسینٹ پھر سینٹ پرسینٹ کا الزام لگ چکا ہے۔ نیز این۔ آر۔ او یعنی نیشنل ریلیشن شپ آرڈیننس۔ اردو میں قومی مفاہمتی آرڈر، جو کہ مشرف کے ساتھ طے ہوا تھا اس کے مطابق

حکمرانی کر رہے ہیں۔ اس پر لوگوں کے تحفظات ہیں۔ کیونکہ اب جب کہ بھارت کی طرف سے جو دھمکیاں، یا اس کی طرف سے فضائی خلاف ورزی ہوئی ہے، اس میں ہمارے حکمرانوں نے بھارت کی صفائی پیش کی ہے۔

ادھر بھارت نے اس بہتی گنگا سے ہاتھ دھونے کے لیے بڑی گہری چال چلی ہے۔ بارک حسین اوباما جب امریکہ کے صدر منتخب ہوئے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم مسئلہ کشمیر حل کرائیں گے اور اس کام کے لیے انہوں نے سابق امریکی صدر بل کلنٹن کو نامزد کیا ہے۔ اس وقت بھارت کی طرف سے اس پر احتجاج ہوا تھا۔ لگتا ہے کہ بھارت نے ممبئی حملوں کا ڈرامہ رچا کر عالمی سطح پر یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان چونکہ دہشت گردوں کا سرپرست ہے اس لیے اس کے ساتھ بیٹھ کر کوئی مفاہمتی عمل کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس عمل میں بھارت کافی حد تک کامیاب بھی ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلامتی کونسل نے فوری طور پر لشکر طیبہ کی ذیلی تنظیم جماعۃ الدعوۃ پر پابندی عائد کردی۔

ادھر پاکستان نے یہ دھمکی دیدی ہے کہ اگر بھارت نے حملہ کرنے کی کوشش کی تو افغانستان کے سرحد پر لگائی گئی ایک لاکھ فوج ہندوستان کی سرحد پر لگادے گا۔ نیز قبائلی علاقوں میں جہاں پر ہماری فوج ان سے برسرپیکار ہے، ان قبائلیوں نے بھی کہہ دیا ہے کہ ہماری لڑائی ہمارا گھر کا معاملہ ہے، اگر ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کیا تو ہم اپنی تمام ناراضیاں بھلا کر ہندوستان کے مقابلے میں پاکستانی فوج کے ساتھ شانہ بشانہ لڑیں گیں۔ اس پر امریکہ میں زلزلہ آ گیا، امریکہ کی وزیر خارجہ دوڑی دوڑی دونوں ملکوں میں آئیں۔ ہندوستان کو تھپکی دینے کے ساتھ ساتھ جنگ کرنے سے منع کیا، پاکستان کو قبائلی علاقوں سے فوج نہ ہٹانے اور قبائلیوں کے خلاف جنگ تیز کرنے کا حکم دیا۔

اس صورت حال کو دیکھا جائے تو امریکہ نہیں چاہتا کہ ہندوستان پاکستان پر حملہ کرے۔ ہندوستان کی طرف سے پاکستان پر صرف ایسا دباؤ چاہتا ہے کہ افغانستان میں کارروائی کی شکل میں پاکستان سے مداخلت نہ ہو۔

میرا خیال ہے کہ اب فائنل راؤنڈ موسم بہار میں شروع ہوگا۔ افغانستان میدان ہوگا، آس پاس کے تمام ممالک سیکورٹی گارڈ کے فرائض سرانجام دیں گے۔ جس طرح کرکٹ کے کھیل کے دوران آخری اوور یا آخری بال پر کپتان یا باؤلر اپنے فیلڈروں کو باؤنڈری لائن پر کھڑا کر دیتا ہے تاکہ

اگر بلے باز چوکا یا چھکا لگائے تو گیند باؤنڈری لائن کراس نہ کرسکے۔ بھارت کافی عرصے سے کوشش رہا ہے کہ کسی نہ کسی طرح سے اسے اس کھیل میں شامل کیا جائے۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم بارہویں کھلاڑی کا درجہ دیدیا جائے۔ تاکہ اگر کوئی کھلاڑی کسی وجہ سے ڈراپ ہوجائے تو اُسے اس بہانے پاکستان سے اپنے تمام اگلے پچھلے حساب چکانے کا موقع مل جائے۔ مگر لگتا ہے کہ اس طرح کا تمام کام مکمل ہوچکا ہے۔

اب مقابلہ اسلحے اور حوصلے کے درمیان ہوگا۔ امریکہ کے پاس جدید اسلحہ ہے، طالبان کے پاس حوصلہ ہے۔ نیز بین الاقوامی طور پر امریکہ کے جانبدار امپائر "اقوام متحدہ" کی طرف سے یہ بات واضح طور پر بتائی جارہی ہے کہ افغانستان میں ۷۲ فیصد علاقے پر طالبان کا کنٹرول ہے۔ نیٹو ممالک کا کنٹرول کابل یا اس کے آس پاس کے علاقوں تک محدود ہے، طالبان کسی وقت بھی کابل میں داخل ہوسکتے ہیں۔

لگتا ہے کہ کرکٹ کے کھیل کی طرح یہ آخری اوور ہے۔ گیند امریکہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کے ذہن میں ہے میرے پاس پورا اوور ہے جبکہ طالبان کو رنز زیادہ درکار ہیں۔ امریکہ کے ذہن میں ہے کہ میں ان کو سکور پورا نہیں کرنے دوںگا۔ جبکہ طالبان چوکے، چھکے لگانے کے موڈ میں ہیں، اور جب کوئی ٹیم نتائج کی پرواہ کیے بغیر چوکے چھکے لگانے لگتی ہے تو اس کا مقصد تحت یا تختہ ہوتا ہے، وہ نتائج کی پرواہ نہیں کرتی۔ ایک دفعہ دوبئی میں ہندوستان اور پاکستانی کرکٹ ٹیموں کا مقابلہ ہورہا تھا۔ پاکستان کی طرف سے جاوید میانداد وکٹ پر بلا لیے کھڑا تھا اور ہندوستان کے ہاتھ میں گیند تھی۔ صورت یہ تھی کہ آخری اوور کی آخری گیند تھی، پاکستان کو جیتنے کے لیے تین رنز درکار تھے، فضاء میں سناٹا چھا گیا کہ نہ جانے اب کیا ہو۔ ہندوستان کو خوش فہمی تھی کہ ایک بال ہے، تین رنز ہیں، ہم کوئی رنز نہیں لینے دیں گے۔ جب بال کرنے کے لیے باؤلر دوڑنے لگا تو لوگوں کی سانس رک گئی۔ جب بال میانداد کے بلے کے قریب پہنچی تو میانداد نے آنکھیں بند کرکے زور سے بلا چلایا کہ گیند فضاء میں گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے گیند باؤنڈری لائن پار کرگئی۔ جب لوگوں کے ہوش بحال ہوئے تو دیکھا کہ چھکا لگ چکا تھا۔

اگر امریکہ افغانستان میں کھیل کا یہ آخری راؤنڈ ہار جاتا ہے تو خاکم بدہن ڈرتے ڈرتے لکھنے کی کوشش کررہا ہوں کہ جو نقشہ امریکی اخبار نے "ٹکڑے ٹکڑے پاکستان" کے عنوان سے جاری کیا ہے تو اس کام کے لیے بھارت کو آگے لایا جائے گا۔ مگر ہوگا کیا؟ واللّٰہ خیر الماکرین

قلندر ہرچہ گوید، دیدہ گوید

مجلس احرار اسلام ہند، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمنؒ کا دوسرا نام تھا

رشحات قلم: ڈاکٹر عابد اللہ غازی ایم۔ اے، پی ایچ۔ ڈی (ہارورڈ یونیورسٹی)۔ شکاگو، امریکہ

ڈاکٹر عابد اللہ غازی برصغیر کے ممتاز مفکر حضرت مولانا حامد الانصاری غازی کے بیٹے ہیں۔ ڈاکٹر غازی صاحب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے فاضل ہیں۔ آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر بھی رہ چکے ہیں۔ ہارورڈ یونیورسٹی امریکہ سے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ہیں۔ ان کی اہلیہ بھی علی گڑھ یونیورسٹی سے فارغ ہیں۔ دونوں میاں بیوی تقریباً تیس سال سے زائد عرصے سے شکاگو امریکہ میں ”اقراء ایجوکیشن فاؤنڈیشن“ کے نام سے ادارہ قائم کر کے مسلم دنیا کی بے لوث تعلیمی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کا تیار کردہ اسلامی نصاب تعلیم یورپ، امریکہ اور افریقہ میں کافی مقبول ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں تحقیق کا عنصر نمایاں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا سب سے بڑا اور اہم تحقیقی کام شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک ریشمی رومال کے اصل ریکارڈ کو منظر عام پر لانا ہے۔ جس کو بعد میں حضرت مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ”تحریک شیخ الہند“ کے نام سے کتاب کی صورت میں شائع فرمایا تھا۔ رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی سے ڈاکٹر صاحب کا گہرا تعلق تھا۔ رئیس الاحرار کے فرزند مولانا عزیز الرحمن جامعی نے ڈاکٹر صاحب کو رئیس الاحرار کے مکتوبات دکھائے تو اس پر ڈاکٹر صاحب نے یہ تحریر لکھی۔

یہ کہنے میں مبالغہ نہیں کہ برصغیر کی صحیح تاریخ اب تک ضابطۂ تحریر میں نہیں آئی۔ انیسویں صدی کے سیاسی حالات پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں سے اکثر کسی ایک نقطۂ نظر کو ثابت کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ آزادیٔ وطن تقسیم ہندوستان کی شکل میں عالم وجود میں آئی ۔ بدقسمتی سے تقسیم ہند کی تمام تر ذمہ داری برادرانِ وطن نے مسلم لیگ کے لاہور ریزولیشن ۱۹۴۰ء کے سبب مسلمانوں پر ڈال دی۔ پاکستان کے رہنماؤں اور مورخین نے اس واقعہ کو اپنی سات سالہ جدوجہد کا حاصل سمجھا۔ ہندوستان کا مسلمان جس نے بے سوچے سمجھے پاکستان کی تجویز کا ساتھ دیا تھا، وہ سیاسی حرکات کو سمجھنے سے قاصر رہا تھا۔ اس طرح حالات سے مرعوب ہوا کہ وہ خود اپنی نگاہ میں مجرم بن گیا۔ اس سیاسی فضا میں کسی کو یہ مہلت نہ ملی کہ وہ صحیح طریقہ پر انیسویں اور بیسویں صدی کی سیاسی اور سماجی اصلاح کی تحریکوں پر غور کر کے حالات کا تجزیہ کرے اور انصاف کے ساتھ یہ بتائے کہ آخر مسلمانوں نے ۱۹۴۰ء تک کسی علیحدہ وطن کا مطالبہ کیوں نہیں کیا اور اگر پاکستان کا مطالبہ درحقیقت ایک آئیڈیولوجیکل اسٹیٹ کا مسئلہ تھا تو

جناح صاحب نے کیوں کیبنٹ مشن کی تجاویز کو قبول کیا اور کانگریس کیوں ان تجاویز کو قبول کرنے کے بعد منحرف ہوئی۔ پھر یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے کہ اس پرآشوب دور میں جب کہ ہندو مسلمان کی تفریق برصغیر کی سیاست میں واضح ہوتی جا رہی تھی آخر کیوں علماء اور قوم پرست مسلمانوں کے گروہ نے کانگریس کا ساتھ دیا۔ یہی سرفروشانِ وطن کا گروہ تھا جس نے آخر تک تقسیم وطن کو ماننے سے انکار کیا اور ان ہندو کانگریسی رہنماؤں سے جن سے ان کے پرانے روابط اور علائق تھے عین صبح آزادی طلوع ہونے کے وقت برسرِ پیکار ہوگیا۔ درحقیقت برصغیر کی تاریخ کے صحیح رخ کا قوم پرست مسلمانوں کے نقطۂ نظر کو سمجھے بغیر تعین کرنا ممکن نہیں۔ یہ مسلمان جو عزت کے طالب نہ تھے کہ اپنی ملی قیادت کی ساکھ کو قربان کر کے آزادیٔ وطن اور اتحادِ ہندوستان کی خاطر انہوں نے ہندو رہنماؤں سے اشتراکِ عمل کیا تھا۔ یہ لوگ عہدوں کا لالچ بھی نہ رکھتے تھے کہ ان کا سرمایا ایثار اور یہ اور یہ تھا جس پر یہ آخر تک قائم رہے۔ مولانا آزادؒ نے پارلیمنٹ میں فرقہ پرستوں کے جواب میں ایک بار فرمایا تھا کہ ”جو شخص لالچ نہیں رکھتا وہ بے پناہ ہو جاتا ہے اور بے پناہ شخص کو تلوار بھی نہیں قتل کر سکتی“ قوم پرست مسلمانوں کی آوازِ ضمیر کی آواز تھی ملک و ملت کے مفادات کا تحفظ ان کا بنیادی فرض تھا۔ اس فرض کو انہوں نے کٹھن حالات اور پرآشوب دور میں جس طریقے سے نبھایا اس کو سمجھنا آسان کام نہیں۔

افسوس کہ ان بلند کشان صادق کی طبعی منکسر المزاجی نے کبھی انہیں اپنی سوانح تک لکھنے پر نہ اکسایا۔ اور اگر کبھی کچھ لکھا تو اس میں اپنی ذاتی عظمت پر پردہ ڈالنے کی پوری کوشش کی۔ ان حضرات نے تاریخ کے ہر موڑ پر صدق بیانی کے جادہ سے منہ نہ موڑا۔ مجھے وہ شام یاد ہے جب میں رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمن کی خدمت میں مسلم یونیورسٹی کے طلباء کا ایک وفد لے کر حاضر ہوا کہ ان کو علی گڑھ تشریف آوری کی دعوت دے سکوں۔ مولانا سے یوں تو مدتوں سے خاندانی طور پر نیاز تھا لیکن اس دن ہم نوجوانوں کو دیکھ کر مولانا کو ایسا شرح صدر ہوا کہ وہ گھنٹوں اپنے سیاسی کوائف پر اظہار خیال فرماتے رہے۔ دوران گفتگو انہوں نے بار بار تقسیم وطن کی بڑی ذمہ داری ہندو کی روش اور کانگریسی لیڈروں کی بے اعتدالی اور مصلحت پسندی پر ڈالی۔ مولانا ایک ڈاکٹر کی طرح حالات کا تجزیہ فرماتے رہے اور بتاتے رہے کہ کس طرح وہ مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو اور دیگر کانگریسی رہنماؤں کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتے رہے۔ لیکن سیاسی مصلحت نے آخرش کو عاجلہ پر قربان کیا اور اصولوں کو نظر

انداز کرکے مصالح وقت کے آگے سر جھکایا۔

حضرت مولانا کے خیالات کو کوئی ایسا شخص جو ان کی شخصیت کی عظمت سے واقف نہیں ہے ایک بوڑھے ناکام سیاست داں کی حسرتوں کا حساب کہہ سکتا تھا لیکن ہماری خوش نصیبی ہے مولانا عزیز الرحمن صاحب لدھیانوی نے مولانا کے خطوط مرتب کرکے ہمیں اس عظیم شخصیت کو اس کے اصلی رنگ میں دیکھنے کا موقع دیا ہے۔ جو کچھ میں نے مولانا کی زبان سے سنا ان کو من وعن میں ان خطوط میں پاتا ہوں۔ یہ خطوط صرف مولانا کی شخصیت کے ہی ترجمان نہیں ہیں بلکہ اس آزاد ذہن کی نمائندگی کرتے ہیں جس نے مصالح وقت سے بے پرواہ ہوکر اپنے فرائض کو ادا کیا۔ مورخ کے لئے ان خطوط میں عظیم اور نادر خزانہ ہے۔ ان خطوط کے بغیر ہماری تاریخی معلومات ہندوستان کی تاریخ کے اہم دور کے متعلق ادھوری تھیں۔ افسوس ہے کہ اس طرح کے خطوط اور اکابر کی زندگی سے متعلق مرتب نہیں ہوئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کام پر ہماری نوجوان نسل فوری توجہ دے تاکہ تاریخ اپنے اصلی رنگ میں ہمارے سامنے آسکے۔ یہ خطوط محض ایک ماضی کا آئینہ نہیں ہیں بلکہ مستقبل کے لئے ایک سبق بھی ہیں۔ یہ سبق خود مولانا کی زندگی بھی تھی اور اب یہ خطوط بھی ہیں کہ حق کی آواز مصلحت وقت کی پابند نہیں ہوتی اگر تدبر وحکمت کے مشوروں کو کوئی قوم یا جماعت نظر انداز کرے تو اس کا مستقبل انتشار کا شکار ہوجاتا ہے۔ یوں محض حق گوئی بھی کوئی بڑا کمال نہیں، حق کی آواز تدبر وحکمت کی آواز ہونی چاہئے اور مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی کی آواز ایسی ہی آواز تھی۔

علامہ انور صابری نے ۴۲ء میں فرمایا تھا

کوئی سنے نہ سنے انقلاب کی آواز...... پکارنے کی حدوں تک تو ہم پکار آئے

مسلمانوں کا مزاج جو سیاسی ہنگامی زندگی سے متاثر رہا اور نعرہ بازی سے مرعوب مولانا کی آواز کو نہ سن سکا، لیکن اس کے ساتھ ہی مصالح وقت نے ہندو رہنماؤں کو اس طرح متاثر کیا کہ وہ بھی ان سچے، بے باک ہمدردوں کی زبان نہ سمجھ سکے۔ ان بزرگوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ اگرچہ اس وقت ان کی آواز نہ سنی ان سنی کردی گئی۔ میں نے اس قومی محرومی کو ایک شعر میں یوں کہا ہے۔

آخر کار جو ہونا تھا وہی ہو کے رہا...... مدتوں ہم نے جو ہونا تھا وہ ہونے نہ دیا

(عابد اللہ غازی)

ہر ماضی، مستقبل کے لئے ایک سبق ہے۔ مولانا کے افکار ہمارے لئے ماضی کا ایک ایک سبق بھی ہیں اور مستقبل کے لئے شمع رو بھی۔ مولانا کی شخصیت پر مجھ جیسا مبتدی کچھ کہنے کے قابل نہیں۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں نے مولانا کی آنکھیں دیکھیں ہیں اور ان کی شفقت کا مرہون منت رہا ہوں۔ ان کے بارے میں مشہور مورخ ڈاکٹر تاراچند کا یہ قول درست ہے۔

''رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ ۱۸۵۷ء سے ۱۹۵۶ء تک''

''ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے تری محفل میں ہو''

ہندوستان کی جنگ آزادی کی تاریخ جو حکومت ہند کے مشہور مورخ ادیب اور سفیر حکومت ہند ڈاکٹر تاراچند نے مرتب کی ہے اور اس کی اشاعت حکومت کے پبلی کیشن ڈویژن نے کی ہے۔ جنگ آزادی کی تاریخ حصہ سوئم میں ہندوستان کا مشہور مورخ ڈاکٹر تاراچند رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کے بارے میں پوری فراخدلی سے اس طرح اس کا تذکرہ کرتا ہے جو ہندوستان کی تاریخ میں سنہری حروف ہیں۔

''مولانا شاہ عبدالقادرؒ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ کے جد امجد تھے۔ انہوں نے ۱۸۵۷ء میں انگریز کمپنی کی حکومت کے خلاف کھلم کھلا فوجی اور جنگی بغاوت کی اور ہندوستان کی آخری جنگ آزادی لڑنے کے لئے فوجی کمان سنبھالی۔ ان کی کمان میں لدھیانے سے جنگ آزادی کی فوج نے دلی کی طرف رخ کیا۔ دلی پہنچ کر وہ اور ان کی فوج بہادر شاہ ظفر کی کمان کے ماتحت مسجد فتح پوری سے لے کر نواردہ تک مسلح انگریزی افواج سے لڑتے رہے۔ ان کے ساتھ توپ خانہ بھی تھا اور پوری فوج سفر مینا بٹالین تھی، اور ریاست ٹونک کے فوجی دستے بھی۔ بہادر شاہ ظفر کے بعد مولانا عبدالقادرؒ پنجاب کی جنگ آزادی کی فوج کے کمانڈر انچیف کی حیثیت سے اپنی فوجی صلاحیت کی بنا پر اپنے خاندان اور اپنی فوج کو دلی سے لے کر پٹیالہ کے جنگلات میں روپوش ہو گئے اور اسی دوران ان کا انتقال ہو گیا اور مولانا شاہ عبدالقادر قصبہ منصورانہ میں دفن ہوئے اور ان کے صاحب زادے لدھیانہ چلے گئے۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمنؒ کے جد امجد مولانا شاہ عبدالقادر کے صاحبزادوں نے اپنے مشن کو قائم اور جاری رکھا۔ مولانا شاہ محمد جو رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن کے دادا تھے۔ انہوں نے سرسید کی قائم کردہ جماعت ''پیٹریاٹک ایسوسی ایشن'' کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور سرسید کی اس جماعت کو

ہندوستانیوں کے لئے زہر قاتل قرار دیا گیا۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کی راہ میں اس تحریک سے آنے والے خطرناک نتائج سے ہندوستانی مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ کیونکہ سر سید کی تحریک ہندوؤں اور مسلمانوں میں منافرت کا پہلا بیج بونے کے مترادف تھی۔ مولانا شاہ محمد نے کانگریس کے ابتدائی اسٹیج میں جس کی سر سید سرگرمی اور پر جوش طریقے سے مخالفت کر رہے تھے ان کی مخالفت کے جواب میں مولانا شاہ محمدؒ نے کانگریس کے حق اور ہندوؤں کے ساتھ بھائی چارہ قائم کرنے کے لئے ایک فتویٰ "نصرت الابرار" کے نام سے شائع کیا اور اس پر ہندوستان اور حجاز مقدس اور دیگر اسلامی ممالک کے ہزاروں علماء کے دستخط کرا کے یہ فتویٰ مولانا شاہ محمدؒ نے ۱۸۸۶ء میں مرتب کیا اور ۱۸۸۸ء کانگریس کے اجلاس الہ آباد کے موقع پر تقسیم کیا۔ اس فتویٰ میں تفصیل کے ساتھ سر سید کی آزادی کش تحریک اور جماعت پیٹریاٹک ایسوسی ایشن کو ناجائز قرار دے کر ہندوستانی عوام کے سامنے شرعی اور اسلامی نقطہ نظر پیش کیا"

ڈاکٹر تاراچند کی تاریخ کے علاوہ مولانا طفیل احمد صاحب مصنف "مسلمانوں کا روشن مستقبل" نے اور ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ ہند نے اپنی کتاب "ہندوستان کے مستقبل" میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن اور ان کے جد امجد مولانا شاہ عبدالقادرؒ اور ان کے دادا مولانا شاہ محمدؒ رئیس الاحرارؒ کے خسر مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ اور ان کی کتابوں میں یہ تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن کے دادا مولانا شاہ محمدؒ اور ان کے خسر مولانا شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے علم و فضل تقویٰ و سخاوت تدبر و حکمت عملی فراست، ذہانت، فطانت، بے باکی اور عوام میں ایک پاکیزہ مقبولیت کی بنا پر لدھیانے کو پنجاب میں جنگ آزادی کا مرکزی شہر بنا دیا۔ پنجاب کے عوام و خواص، ہندو مسلمان صاحب حیثیت اور مالدار، دانش ور اور وکلاء غرضیکہ پنجاب کے ہر طبقہ خیال کے لوگ علماء لدھیانہ کی زیر نگرانی و زیر سرپرستی اور ان کے وعظ و نصیحت کی بنا پر ہندوستان کی آزادی کے رضا کار اور صحیح معنوں میں نیشنلسٹ بن گئے اور انگریزی کی آرکائز میں لدھیانہ کے علماء اور عوام و خواص کے بارے میں یہ فتویٰ صادر کر دیا گیا کہ علماء کے ساتھ لدھیانہ کے شہری بھی انگریز کے باغی ہیں (اس تحریک کا ذکر لدھیانہ کے عام شہریوں کا نقطۂ خیال اور علماء لدھیانہ کی جدوجہد آزادی کے بارے میں مسٹر ساور کر نے اپنی کتاب ہندوستان کی جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں تفصیل سے لکھا ہے۔

جنگ آزادی کی تحریک کو دن بہ دن لمحہ بہ لمحہ آگے بڑھانے کے لئے مولانا شاہ محمدؒ کی تجویز اور

اشارے پر ۱۸۹۶ء میں ایک انگریزی اخبار "آبزرور" کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا۔ اس اخبار میں انگریزی حکومت پر شدید نکتہ چینی کی جاتی تھی۔ اس اخبار نے یہ سلسلہ ۱۹۱۲ء کی جنگ بلقان تک جاری رکھا۔ بلقان وار کے فوری بعد پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں اس اخبار کو بند کر دیا گیا۔ (اس کے ایڈیٹر پر جس کا نام خواجہ احمد شاہ تھا چار سال تک مقدمہ چلایا۔ آخر پریوی کونسل میں خواجہ احمد شاہ کو کامیابی حاصل ہوئی اور ہندوستان کی انگریزی حکومت کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ مگر اسی عرصہ میں اخبار "آبزرور" کا پریس جو کہ لاہور میں تھا اس کی ساری مشینری برباد ہو چکی تھی اور وہ اس قابل نہ رہ گیا تھا کہ اس سے دوبارہ "آبزرور" شائع کیا جائے۔ آبزرور کے پہلے ایڈیٹر علی الترتیب سر فضل حسین جو اس وقت کانگریس کمیٹی پنجاب کے صدر تھے اور دوسرے ڈاکٹر سر عبدالقادر جو اس زمانے کے آزاد خیال بیرسٹروں میں تھے اور تیسرے ملک برکت علی جج کے عہدے سے استعفاء دے کر علماء لدھیانہ کی ہدایت پر اس اخبار کے ایڈیٹر بنے تھے۔ ان تینوں آدمیوں کو بلقان وار سے لے کر ۱۹۱۴ء کی جنگ کے آخر تک بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

۱۹۱۹ء میں جونہی گاندھی جی نے تحریک خلافت کی رہنمائی کا اعلان کیا، کانگریس اور تحریک خلافت کو ایک ہی جماعت قرار دے کر ایک ہی کاز اور ایک ہی نصب العین کے ماتحت ہندوستان کی جنگ آزادی کے لئے تحریک عدم تعاون یا لاتعاون شروع کی جس کا مطلب انگریز اشیاء کا بائیکاٹ، ترکوں کی مدد ہندوستان کی آزادی کا مطالبہ تھا۔ اس اعلان کے ہوتے ہی پنجاب کے جنگ آزادی کے مرکز لدھیانہ سے مولانا شاہ عبدالقادرؒ کے پوتے رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، گاندھی جی کی چلائی ہوئی تحریک میں شامل ہو گئے اور یہ واحد شخصیت تھی جس نے خلافت موومنٹ اور گاندھی جی کی تحریک ستیہ گرہ کو ایک ساتھ چلایا۔ اس وقت رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن کی عمر ستائیس سال تھی، وہ پہلے دن سے کانگریس میں شامل ہوئے اور آخری دن ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء کی صبح اتوار کے دن آٹھ بجے تک کانگریس کے ساتھ رہے۔ کانگریس میں ان کا کردار ایک انفرادی کردار تھا۔ وہ نہایت فہیم اور اپنے اصولوں کے پکے تھے اور دوسروں کے نظریات پر اصولی اور بادلیل تنقید کرتے تھے۔ اس ضمن میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے بارہا گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال کے نظریات کو رد کیا اور ان کی جگہ نہایت ہی سلجھے ہوئے اور دور رس نتائج خیز نظریات پیش کئے۔ گاندھی جی

اور پنڈت جی نے ہمیشہ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن کی قدر کی۔ مجلس احرار اسلام ہند، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن کا دوسرا نام تھا۔

۱۹۲۹ء میں جب کہ راوی کے کنارے پہلی دفعہ کانگریس نے مکمل آزادی کا ریزولیشن پاس کر کے نہرو رپوٹ کو گاندھی جی کے ہاتھوں دریائے راوی میں غرق کر دیا، اس وقت مولانا ابوالکلام آزاد کی رہنمائی اور ارشاد و ہدایت پر لاہور میں رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن اور ان کے ساتھیوں نے مجلس احرار اسلام ہند قائم کی۔ جس کا مرکزی نصب العین ہندوستان کی آزادی اور کانگریس کے ساتھ تعاون قرار دیا گیا۔ مجلس احرار کے اصول و قواعد کے تحت نصب العین کی تشریح ہندوستان سے انگریزی حکومت کا خاتمہ، اقوام ہند میں میل جول پیدا کرنا قرار دیا گیا۔ مجلس احرار اسلام ہند کے چیدہ چیدہ اصول یہ تھے۔

(۱):۔ ہندوستان کی کامل آزادی۔ (۲):۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں تہذیبی تمدنی تعلیمی آزادی کا اقوام ہند کے لئے پورا خیال رکھا جائے گا اور یہ بات بنیادی قرار دی جائے گی کہ ہندوستان کی آزادی کے بعد اقتصادی تعلیمی اور تمدنی آزادی لازمی جزو ہے اور چھوت چھات کو پورے طور پر ختم کیا جائے گا۔ (۳):۔ ہندوستان کی کامل آزادی کے بعد صوبائی آزادی کی ضمانت دی جائے گی اور صوبوں کے اختیارات تہذیبی، تمدنی اور تعلیمی اعتبار سے مکمل اختیارات ہوں گے اور اس میں مرکز مداخلت نہیں کرے گا۔ یعنی صوبوں کی مکمل آزادی فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ایک تسلیم شدہ حقیقت ہوگی۔ (۴):۔ (الف) مرکزی فیڈرل حکومت کے تحت صوبوں کو جو آزادی حاصل ہوگی اس میں اقلیتوں کو سو فیصدی تعلیمی، تہذیبی، تمدنی اور اقتصادی حقوق دیئے جائیں گے۔ (ب) اکثریت کے صوبوں میں مسلمانوں کے مذہبی قوانین ۸۰ فیصدی ووٹوں کے بغیر طے نہیں کئے جائیں گے اور مسلمانوں کی مذہبی، تمدنی اور تہذیبی آزادی کو تسلیم کیا جائے گا اور اس میں صوبائی حکومتوں کی طرف سے کوئی دخل نہیں دیا جائے گا۔ (ج) مرکزی فیڈرل گورنمنٹ میں جو سپریم کورٹ بنایا جائے گا اس میں ہندو، مسلم، عیسائی برابر کے شریک ہوں گے۔ (د) ہندوستان کے مسلم اوقاف میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے گی اور مسلمانوں کو اپنے ٹرسٹ قائم کرنے کی کھلی آزادی ہوگی۔ (ہ) ہندوستان کی مرکزی فوج میں مسلمان اور دوسری اقلیتوں کے افراد بلا کسی تعصب کے برابر کے بھرتی کئے جائیں گے۔ (و) ہندوستان کے پسماندہ اور اقتصادی لحاظ سے کمزور صوبوں کی فیڈرل گورنمنٹ بھرپور مدد کرے گی اور صوبوں میں امتیاز قائم نہ کیا جائے گا۔ (ز) اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں کی آسمبلی اور

دوسرے نمائندہ اداروں میں ایک ایسی تعداد منتخب ہونے کے لئے منظور کی جائے گی جس پر اقلیت کا اعتماد قائم رہ سکے۔ اکثریتی صوبوں میں مسلمانوں کو کم سے کم تیس فی صد وزن دیا جائے گا۔(ح) ہندوستان کی مرکزی حکومت اقلیتوں کی مذہبی، تہذیبی، تمدنی، روحانی، اقتصادی روایات میں کوئی مداخلت نہیں کرے گی۔ بلکہ اقلیتیں اس بارے میں جو فیصلہ کریں گی انہیں مرکزی فیڈرل گورنمنٹ کو منظور کرنا ہوگا۔(ط) ہندوستان کی اسلامی زندگی اور مسلم پرسنل لا جو کہ مسلمانوں کے بنیادی مذہبی حق ہیں اور ان کے بغیر مسلمانوں کی بنیادی حقیقتیں ختم ہو جاتی ہیں اس لئے مسلمان پرسنل لا میں مرکزی فیڈرل گورنمنٹ مداخلت نہ کرے گی اور نہ ہی صوبے اس میں مداخلت کریں گے۔(ی) مذہبی مقدمات مسلمان ججوں کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

یہ وہ زندگی ہے جو رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰنؒ سے لے کر شاہ عبدالقادرؒ تک کی تاریخ کے سنہری حروف ہیں۔ رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن دس سال تک احرار کے صدر رہے۔ ۱۹۱۹ء سے ۵ جولائی ۱۹۴۵ء تک چھ دفعہ جیلوں میں گئے اور نظر بند رہے۔ مولانا کی کل مدت اسیری اور نظر بندی ۱۳ سال چھ ماہ ہے۔ مولانا کی زیر صدارت مسلمانوں کے لئے جن حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے ان حقوق کا اور ان کی زندگی کا ڈاکٹر تاراچند کی تحریر کردہ یادداشتوں سے بامحاورہ ترجمہ کیا گیا۔ ڈاکٹر تاراچند کی تحریریں گورنمنٹ کی مستند کتاب "ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ ان انڈیا بائی تاراچند" میں صفحہ ۲۸۲، ۲۸۳ پر تحریر ہیں۔

مسلم لیگ کے نظریہ پاکستان کے برخلاف مجلس احرار اسلام ہند نے ہندوستان کی جنگ آزادی میں جو قربانیاں دی ہیں، مصائب، مشکلات، اور پریشانیاں اٹھائی ہیں، ان کی خدمات ہندوستان کی جنگ آزادی کی تاریخ میں ایک سنہرے باب کا اضافہ کرتی ہے۔

رئیس الاحرارؒ اور ان کی جماعت مجلس احرار کا ہندوستان کی آزادی اور ہندوستانی قوم کے بارے یہ پختہ خیال تھا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی بھلائی اس میں ہے کہ وہ ہندوستان کی مشترکہ تہذیب وتمدن کا ساتھ دیں۔ ہندوستان جو کہ رنگا رنگ تہذیبوں کا مرکز ہے اس میں مسلمانوں کی تہذیب وتمدن، تعلیم وسیاست، مذہب اور خاص قسم کی انفرادیت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اسی مکتب خیال کے مطابق مجلس احرار نے ہندوستان کی آزادی میں ہمیشہ حصہ لیا اور قربانیاں دیں (ڈاکٹر تاراچند مصنف ہسٹری فریڈم موومنٹ آف انڈیا)

(عابد اللہ غازی۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ ڈی۔ ہارورڈ یونیورسٹی، امریکہ)

مُربّیانِ اسلام

یعنی صحابہ کرامؓ کے متعلق اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی گواہی

صحابہؓ کی خودداری:

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا ۝

"(خیرات) تو ان حاجتمندوں کا حق جو خدا کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں ملک میں کسی طرح کو (جانا چاہیں) تو جا نہیں سکتے (جو شخص ان کے حال سے) بے خبر (ہے وہ) ان کی خودداری کی وجہ سے ان کو غنی سمجھتا ہے۔ لیکن (اے مخاطب) تو (ان کو دیکھے تو) ان کی صورت سے ان کو صاف پہچان جائے (کہ محتاج ہیں مگر باوجود) لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔ (سورۂ بقرہ)

صحابہؓ اور اطاعت خداوند تعالیٰ ورسول ﷺ:

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

"جو لوگ لڑائی میں زخم کھائے پیچھے خدا اور رسول کے بلانے پر چل کھڑے ہوئے ایسے نیکوکار اور متقیوں کے لئے بڑے اجر ہیں"۔ (آل عمران)

صحابہ کرامؓ کا توکل:

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝

"یہی وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے آ کر خبر دی کہ مخالفین نے تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے

بڑی بھیڑ جمع کی ہے تو ان سے ڈرتے رہنا (تو) بجائے اس کے کہ اس کو سن کر اسلام کی طرف سے شک کرنے لگتے۔ اس کو سن کر وہ اپنے ایمان میں اور سخت ہو گئے اور پکار اٹھے کہ ہم کو اللہ بس ہے اور وہ بہترین کارساز ہے''۔

صحابہؓ اور جہاد فی سبیل اللہ:

لٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○

''لیکن رسول ﷺ اور جو ان کے ساتھ اللہ پر ایمان لائے ہیں (ان سب نے) اپنی جان و مال سے خدا کی راہ میں جہاد کئے ہیں ان کے لئے (دنیا و آخرت کی سب) خوبیاں ہیں اور آخر کار یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں''۔ (سورۂ توبہ)

صحابہؓ پر فضل خداوندی:

لَقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ○

''البتہ خدا نے پیغمبر ﷺ پر بڑا فضل کیا اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تنگدستی کے وقت میں پیغمبر کا ﷺ ساتھ دیا''۔ (سورۂ توبہ)

صحابہؓ پر رضوانِ الٰہی:

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ○

''اور جو مہاجرین و انصار ایمان لانے میں سب سے مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے''۔ (سورۂ توبہ)

صحابہؓ کی صفاتِ طیبہ:

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۝

''وہ ایسے ہیں جو گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں اور اللہ کی عبادت کرنے والے اور حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے اور رکوع وسجدہ کرنے والے (یعنی نماز پڑھنے والے ہیں) نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کے احکام کا خیال رکھنے والے ہیں''۔ (سورہ توبہ)

صحابہؓ اللہ کی راہ میں اپنے گھروں سے نکالے گئے:

اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۝

''یہ (وہ مظلوم) لوگ ہیں جو لوگ (صرف اتنی بات) کہنے پر گھروں سے نکال دیئے گئے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے''۔ (سورہ حج)

صحابہؓ کو اللہ رزقِ حسنہ عطا فرمادیں گے:

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۝

''اور جن لوگوں نے خدا کی راہ میں وطن چھوڑے پھر شہید ہوگئے یا اپنی موت سے مر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو آخرت میں ضرور عمدہ روزی دے گا بیشک اللہ تعالیٰ دوسرے روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے''۔

صحابہؓ نے اللہ کے ہاتھ پر بیعت کی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۝

''جو لوگ آپ کے ہاتھ پر مرنے کے لئے بیعت کررہے ہیں وہ آپ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کررہے ہیں، خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے''۔ (سورہ فتح)

صحابہؓ کرام تذکرہ پچھلی کتابوں میں:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا، سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۝

’’محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور جو آپ کی صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب آپ ان کو دیکھیں گے کہ کبھی رکوع کرتے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں ان کی عبادت و سجدہ کے آثار ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔ یہ ان کے اوصاف توریت و انجیل میں مذکور ہیں‘‘۔ (سورہ فتح)

اللہ تعالیٰ صحابہؓ پر بہت ہی مہربان ہے:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

’’اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر بہت ہی شفیق اور مہربان ہے‘‘۔ (سورہ توبہ)

صحابہؓ ہر حال میں اللہ کے فرمانبردار رہیں گے:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

’’یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم انکو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ خود بھی نماز کی پابندی کریں زکوۃ دیں اور دوسروں کو بھی نیک کام کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب

کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے‘‘۔ (سورۂ حج)

اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ پر سکینہ نازل فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا o

’’اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی وخوش ہوا جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ کو وہ بھی معلوم تھا اور اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے قلب میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو لگے ہاتھ فتح دے دی‘‘۔ (سورۂ فتح)

صحابہؓ ایمان کے سچے ہیں:

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ o

’’ان حاجت مند مہاجرین کا بالخصوص حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے جبراً جدا کر دیئے گئے اور اس ہجرت سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا مندی کے طالب ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ ایمان کے سچے ہیں‘‘۔

(سورۂ حشر)

صحابہؓ کی ایثار:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ o

’’ان لوگوں کا بھی حق ہے جو دار السلام (یعنی مدینہ) میں ان مہاجرین کے آنے کے قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں، جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے۔ اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ انصار اپنے دلوں میں رشک نہیں پاتے۔ بلکہ اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگر چہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ اور جو شخص اپنے نفس کے بخل

ے محفوظ رکھا جاوے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔

قرآن کریم سے صحابہؓ کی اثر پذیری:

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○

"اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کچھ رسول اللہ ﷺ کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ تو آپ ان کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھیں گے اس سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہو گئے تو ہم کو بھی ان لوگوں کے ساتھ لکھ لیجئے جو تصدیق کرتے ہیں"۔ (سورہ مائدہ)

خوف الٰہی سے صحابہؓ کے دل لرز جاتے ہیں:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

"اور جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے قلوب لرز جاتے ہیں۔ اور جب ان پر آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو یہ تلاوت ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں"۔ (سورۃ انعام)

یہاں تک قرآن حکیم سے عرض کیا جارہا تھا اب ذرا احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو:

ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابن ابی قحافۃ خلیلا وان صاحبکم لخلیل اللہ ○

"اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکرؓ) کو دوست بناتا اور بیشک تم لوگوں کا ساتھی اللہ کا دوست ہے"۔ (ترمذی)

ابوبکرؓ کے علاوہ مجھ پر کسی کا احسان باقی نہیں:

ما لأحد عندنا يداً الا وقد كافيناه ما خلا ابابكر فان له عندنا يداً يكافيه الله بها يوم القيامة وما نفعني مال احد قط ما نفعني مال ابي بكر ٥

”مجھ پر کسی کا احسان نہیں ہے جس کا میں نے بدلہ دے دیا ہو سوائے حضرت ابوبکرؓ کے، ان کا مجھ پر احسان ہے جس کا بدلہ انہیں قیامت میں اللہ تعالیٰ دیں گے۔ مجھ کو کسی کے مال نے کبھی وہ نفع نہیں دیا جو حضرت ابوبکرؓ کے مال نے دیا“۔ (ترمذی)

حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا کرو:

عن حذيفة قال كنا جلوسا عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال اني لا ادري ما بقائي فيكم فاقتدوا بالذين بعدي واشار الى ابي بكرؓ و عمرؓ ٥

”حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں تمہارے درمیان کتنے دن رہوں۔ پس میرے بعد ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہیں اور اشارہ فرمایا آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی جانب“۔ (ترمذی)

حضرات شیخینؓ جنت میں ادھیڑوں کے سردار ہیں:

ابوبكرؓ و عمرؓ سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين ما خلا النبيين والمرسلين ٥

”حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اہل جنت میں ادھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں۔ تمام اولین و آخرین میں علاوہ انبیاء اور مرسلین کے“۔

حضرت ابوبکرؓ حوض کوثر پر بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں گے:

عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر انت صاحبي على الحوض وصاحبي في الغار ٥

”حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا

کہ آپ حوض پر بھی میرے ساتھ ہیں اور غار میں بھی میرے ساتھی"۔ (ترمذی)

حضرت ابوبکرؓ کے سامنے امامت کسی کو نہ کرنا چاہیے:

لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ ○

"وہ قوم جس میں حضرت ابوبکرؓ ہوں کسی کو آپ کے علاوہ امام نہ کرنا چاہیے"۔ (ترمذی)

میں نہ ہوں تو حضرت ابوبکرؓ کے پاس آؤ:

ان امرأۃ اتت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم فکلمتہ فی شیٔ فامرھا بامر فقالت ارأیت یا رسول اللّٰہ ان لم اجدك قال ان لم تجدینی فاتی ابابکرؓ ○

"ایک عورت خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئیں اور آپ سے کسی معاملہ میں گفتگو فرمائی آپ نے کسی کام کے کرنے کا حکم دیا اس عورت نے کہا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس آؤ"۔ (ترمذی)

حضرت عمرؓ کی زبان اور قلب حق سے معمور ہے:

ان اللّٰہ جعل الحق علی لسان عمرؓ و قلبہ ○

"اللہ تعالیٰ نے حق کو حضرت عمرؓ کی زبان اور آپ کے قلب پر جاری فرمادیا ہے"۔ (ترمذی)

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، حضرت عمرؓ ہوتے:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطابؓ ○

"اگر میرے کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر بن الخطاب ہوتے"۔ (ترمذی)

حضرت عمرؓ کے متعلق ایک مبارک خواب:

رأیت کان اتیت بقدح لبن فشربت منہ فاعطیت فضلی عمر بن الخطابؓ قالوا فما أولتہ یا رسول اللّٰہ قال العلم ○

"میں نے ایک خواب دیکھا کہ دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا۔ میں نے اس میں سے کچھ پیا اور باقی حضرت عمرؓ کو دیا لوگوں نے سوال کیا کہ آپ نے اس کی کیا تاویل فرمائی آپ نے فرمایا "علم"۔ (ترمذی)

جنت میں قصر فاروقؓ:

دخلت الجنة فاذا انا بقصر من ذهب فقلت لمن هذا القصر قالوا شاب من قريش فظننت انی انا هو فقلت و من هو فقالوا عمر بن الخطابؓ○

''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سونے کا ایک محل دیکھا میں نے پوچھا یہ کس کا ہے لوگوں نے جواب دیا۔ ایک قریشی جوان کا میں نے خیال کیا کہ وہ میں ہی ہوں۔ پھر سوال کیا وہ کون ہے انہوں نے جواب دیا عمر بن خطاب''۔ (ترمذی)

حضرت عثمانؓ رسول اللہؐ کے رفیق جنت ہیں:

لكل نبی رفيق و رفيقی فی الجنة عثمانؓ○

''ہر نبی کا کوئی نہ کوئی رفیق ہے اور جنت میں میرے رفیق حضرت عثمانؓ ہیں''۔ (ترمذی)

حضرت عثمانؓ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ:

عن انس بن مالك قال لما امر رسول الله ببيعة الرضوان كان عثمان ابن عفان بعثه رسول الله صلی الله عليه و سلم الی اهل مكة قال فبايع الناس فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم ان عثمان فی حاجة الله و حاجة رسوله فضرب باحدی يديه علی الاخری فكانت يدی رسول الله صلی الله عليه و سلم بعثمان خير من ايديهم لا نفسهم○

''حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیعت الرضوان کا حکم دیا تو حضرت عثمان بن عفانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا۔ پس لوگوں نے بیعت کی جب حضرت عثمانؓ کی باری آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عثمانؓ اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہیں چنانچہ آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ گویا آپ کا ایک ہاتھ حضرت عثمان کا ہاتھ تھا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ حضرت عثمانؓ کے لئے کہیں بہتر تھا۔ بہ نسبت لوگوں کے ان کے اپنے ہاتھوں سے''۔

اللہ تعالیٰ حضرت علیؓ سے محبت کرتا ہے:

عن ابن ابی بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم ان اللّٰہ امرنی بحب اربعۃ و اخبرنی انہ یحبھم قیل یا رسول اللّٰہ سمھم لنا قال علی منھم یقول ذالک ثلاثا و ابوذر والمقداد وسلمان وامرنی بحبھم واخبرنی انہ یحبھمO

"حضرت ابن بریدہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے سوال کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ ان کے نام بھی بتا دیجئے۔ آپ نے بہ تکرار فرمایا حضرت علیؓ انہیں میں سے ہیں اور حضرت ابوذرؓ حضرت مقدادؓ حضرت سلمانؓ۔ اللہ نے ان کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا اور مجھ کو یہ خبر دی ہے کہ وہ خود بھی ان سے محبت رکھتا ہے"۔ (ترمذی)

تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو:

عن ابن عمر قال آخا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم بین اصحابہ فجاء علی عیناہ فقال یا رسول اللّٰہ اخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی و بین احد فقال لہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم انت اخی فی الدنیا والآخرۃO

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی پس حضرت علیؓ آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے آکر فرمایا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے صحابہؓ کے درمیان مواخاۃ قائم کی اور میرے اور کسی کے درمیان مواخاۃ نہیں قائم فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو"۔ (ترمذی)

جو شخص کسی شہید کو دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبداللہؓ کو دیکھے:

من سرہ ان ینظر الی شہید یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی طلحۃ بن

عبید اللہ ○

''جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ کسی شہید کو دیکھے جو ب زمین پر چل رہا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کو دیکھے''۔

میرے حواری حضرت زبیر بن عوامؓ ہیں:

ان لکل نبی حواریاں وحواری الزبیر بن عوام ○

''ہر نبی کے کچھ حواری ہوا کرتے ہیں اور میرے حواری حضرت زبیر بن عوامؓ ہیں''۔ (ترمذی)

اے خدا سعد بن ابی وقاصؓ کی دعا قبول فرما:

اللھم مستجب لسعد اذا دعاک ○

''اے اللہ سعدؓ کی دعا کو قبول فرما جب بھی وہ تجھ سے دعا کریں''۔ (ترمذی)

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ بہترین آدمی ہیں:

نعم الرجل ابوبکر نعم الرجل عمر نعم الرجل ابوعبیدۃ بن الجراح ○

''حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہم بہترین آدمی ہیں''۔ (ترمذی)

حضرت عباسؓ کے متعلق دعائے مغفرت:

اللھم اغفر للعباس وولدہ مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ ○

''اے اللہ حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد کے ظاہر و باطن لغزشات کی مغفرت فرما''۔

حضرات حسنینؓ نوجوانان جنت کے سردار ہیں:

الحسن والحسین سید اشباب اھل الجنۃ ○

''حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما نوجوانان جنت کے سردار ہیں''۔

انوار انوری

قسط نمبر: 23

احوال و مقامات خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ

شیخ المشائخ حضرت مولانا محمد انوریؒ

مربعۂ نعتیہ فارسی

حضرت کا ایک مربعہ نعتیہ ہے۔ جو عقیدۃ الاسلام کے آخر میں لگا ہوا ہے۔ اس کے شروع کے یہ شعر ہیں۔

دوش چوں از بے نوائی ہم نوائے دل شدم ...... عہد ماضی یاد کردہ سوئے مستقبل شدم

از سفر واماندہ آخر طالب منزل شدم ...... کز تکاپو سو بسو شام غریباں در رسید

یہ قصیدہ بہت لمبا ہے۔ ہم نے محض چار مصرعے درج کئے۔ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہے۔

حضرت عثمانی مولانا شبیر احمد صاحبؒ نے جب ڈابھیل ضلع سورت میں حضرت شاہ صاحبؒ کے وصال کی خبر سنی تو تعزیتی جلسے میں فرمایا۔

ہوئی مدت کہ دنیا سے میرا دل اٹھ گیا لیکن ... ہنوز اک شعلۂ یاد رفتگاں دل سے اٹھتا ہے

ہجوم درد و غم اس درجہ دل سے ہے ثابت ... ورودِ کارواں ہو جب دھواں منزل سے اٹھتا ہے

الٰہی فرقت مرحوم میں کیوں کر بسر ہوگی ... نہ دل اٹھتا ہے الفت سے نہ صدقہ دل سے اٹھتا ہے

ہمارے شعلۂ غم کا یقین تم کو نہیں آیا۔ تمہیں ... کیوں کر دکھائیں دل میں بجھتا دل سے اٹھتا ہے

شبیر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ۔ ۳ صفر ۱۳۵۲ھ

ایک دفعہ ۱۳۳۸ھ میں ترمذی شریف کے درس میں احقر نے سوال کیا کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث جو آتی ہے یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنھن وطولھن ثم یوتر بثلاث (الحدیث) میں نے سوال کیا کہ اس حدیث سے تو آٹھ

تراویح ثابت ہوتی ہیں۔ حالانکہ یہ میرا سوال بے محل تھا۔ کیوں کہ اس حدیث میں ایک تو فی رمضان وغیرہ ہے۔ حالانکہ غیر رمضان میں تو تراویح نہیں ہوتی۔ دوسرے اس میں وتر تین ہیں۔ اور آٹھ تراویح پڑھنے والے وتر تین نہیں پڑھتے۔ تیسرے اس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ کیا آپ یعنی حضور ﷺ نیند کرتے ہیں وتر پڑھنے سے پہلے۔ جبکہ رمضان میں وتر با جماعت پڑھے جاتے ہیں۔ اور اس زمانے میں مستورات مسجد نبوی میں جماعت کے ساتھ پڑھتی تھیں تو پھر حضرت عائشہؓ کا یہ سوال تو بے محل ہوا کیوں کہ جب آپ جماعت میں شامل ہوتی تھیں تو پھر حضور ﷺ سے نیند کرنے کے متعلق کیا سوال معلوم ہوا کہ یہ حدیث تہجد کی نماز کے متعلق ہے۔ تو حضرت شاہ صاحبؒ نے فوراً فرمایا کہ دیکھنا یہ ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت آیا سنت نبی ﷺ ہے یا نہیں۔ جیسا کہ حدیث یہ ہے۔ فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیراً فعلیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایا کم و محدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ۔ رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ۔ مشکوۃ۔ اور فرمایا اسنواکہ سند کی تحقیق فی نفسہا ہوتی ہے نہ کہ کسی کے عمل کو دیکھ کر جب یہ بات ہے اور اتنا شدید اختلاف ہے کہ کوئی دوسرے کی بات سنتا ہی نہیں تو نبی علیہ السلام کے فرمانے کے مطابق خلفائے راشدین المہدیین کے عمل کو دیکھا جائے گا۔ اور ان کا اتباع لازمی طور پر کیا جائے گا۔ تا کہ اختلاف رفع ہو جائے۔

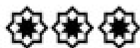
حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

فائدہ۔ کہ خلفاء راشدین المہدیین حضرت ابو بکرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ ہیں۔ مہدیین کے متعلق فرماتے ہیں کہ جن کو باری تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ کہا گیا ہو حق کی طرف۔ اور فرمایا کہ یہ جو حدیث ہے۔ و کان القاری یقرء سورۃ البقرۃ فی ثمان رکعات فاذا قام بھا فی اثنا عشر رکعۃ رای الناس انہ قد خفف۔ رواہ مالک۔ تو فرمایا کہ بیس تراویح کی یہ حدیث صحیح و دلیل قوی ہے۔ اور صحابہؓ کے زمانہ میں اس پر عمل ورآمد ہوتا تھا۔ اور

بھی موطا امام مالکؒ میں بہت سی روایات موجود ہیں۔ جو صریح طور پر بیس پر دلالت کرتی ہیں۔ اور امام بیہقیؒ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے زمانہ میں بھی حضرت ابیؓ ہی لوگوں کو بیس تراویح پڑھاتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ پاک میں بھی اسی پر عمل ہوتا تھا۔ اور حدیث ابوداود وغیرہ میں ہے۔ راوی کہتا ہے حتی خشینا الفلاح۔ اگر آٹھ ہی کا شوق ہے تو اس حدیث پر کیوں نہیں عمل کیا جاتا۔ کہ حتی خشینا الفلاح کو ہم کو سحری کا خطرہ ہو گیا۔ جماعت کو چھوڑ جانا اور یہ کہنا کہ ہم آٹھ پڑھ کر چلے ہیں اور جا کر سو جانا یا اور کوئی باتوں میں لگ جانا یہ تو حدیث کے خلاف ہوا تو اتنا لمبا پڑھنا چاہیے کہ سحری کا وقت نکلنے کا خطرہ ہو جائے۔ جب روایات متعارض آرہی ہیں۔ تو کیوں نہ خلفاء راشدین کے تعامل پر عمل درآمد کیا جائے۔

(اور حدیث ما انا علیہ و اصحابی صاف بتلارہی ہے کہ اصحابؓ کے تعامل کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ورنہ یہ صریح دلیل ہے صحابہ کے بغض کی والعیاذ باللہ)

صحابہ کرامؓ کے تو کیا، امت ہونے کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ وغیرہم کا صاف ارشاد ہے۔ جو مشکوۃ اور ابوداؤد شریف میں مذکور ہے کہ ان کے گہرے علم ہے اور صاف قلوب سے پھر ان کے تعامل کو جان بوجھ کر چھوڑنا حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہمیں صحابہ کرامؓ ہی کے تعامل سے معلوم ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ من احبھم فبحبی احبھم فمن ابغضھم فبغضی ابغضھم یہ حدیث ترمذی شریف میں ہے۔ یہ کتنا بڑا وعید ہے۔ جو حضورؐ نے اپنے صحابہؓ کے اتباع کے متعلق فرمایا ہے۔ اس پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ اس وعید سے ڈرنا چاہیے۔ خدا ہم کو صحابہ کرامؓ رضوان اللہ اجمعین کے اتباع کی توفیق بخشیں۔



میرے رب کی سنت

اوریا مقبول جان

آپ کبھی خوشبوؤں سے معطر اور عماموں اور جبوں کی چمک کے عالم میں کسی بڑے سرکاری ہال، ایوان یا عمارت میں منعقد اجلاس میں تشریف لے جائیں تو آپ کو 1798ء کے مصر کا ماحول یاد آ جائے گا جب فرانس کا حکمران نپولین جون کی صبح وہاں داخل ہوا۔ اس کے ہمراہ چھ ہزار فوج تھی۔ نپولین مصر پر حملے کرنے سے پہلے اسلام کی تاریخ کا وسیع مطالعہ کر چکا تھا۔ اور اسے علم تھا کہ اس امت کے کونسے حصے پر آسانی سے حملہ کیا جا سکتا ہے۔ نپولین نے اپنے جرنیلوں کو کہا کہ تم مسلمان عسکریت کا ایسے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بس ایک راستہ ہے Natives to kil natives (مقامی لوگوں کو ہی مقامی لوگوں کا قتل عام کرنے دو) اپنی اس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس نے ایک خاص طبقے کا انتخاب کیا۔ اس نے اپنے ملٹری ہیڈ کوارٹر میں جامعہ الازہر کے 60 کے قریب علماء کو دعوت پر بلایا۔ جب یہ علماء اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے تو بہت بڑے میدان میں چاک و چوبند فوجیوں نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اس کے بعد ایک انتہائی مرغن کھانے کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں انواع واقسام کے حلال جانور ضیافت پر حاضر تھے۔ کھانے کے بعد ان علماء کو ایک عالیشان ہال میں خوبصورت مسندوں پر بٹھایا گیا اور نپولین نے خطاب شروع کیا۔ اس نے اسلام کی عظمت، سچائی، حقانیت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا۔ تقریر کے دوران وہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کا نام لیتا تو کورنش بجانے کے انداز میں جھک جاتا اور احترام کے ساتھ ان کے نام کے آگے پیچھے بہت سے القابات لگاتا۔ تقریر کے بعد اس نے خود ان علمائے کرام کو رخصت کیا اور بیش بہا تحائف ان کی نذر کئے اور کہا میں آپ سے ایک چھوٹی سی درخواست کرتا ہوں کہ یہ جو کچھ میں نے آپ سے کہا یہ سب آپ کی بھلائی کیلئے کہا۔ بس تم میرے ان جذبات کو قرآن وحدیث کی کتابوں سے ڈھونڈ کر لوگوں کو بتاؤ۔ ہال سے نکلنے کے بعد دوبارہ فوج کے مسلح دستے استقبال اور گارڈ آف آنر کیلئے تیار تھے اور پھر مصر کی تاریخ گواہ ہے کہ گارڈ آف آنر، مسندوں کی چمک اور تقریر کی لذت اور تحائف کی فراوانی نے وہ اثر دکھایا کہ یہ علماء مدتوں نپولین کے اقتدار کا جواز ڈھونڈتے اور پیش کرتے

رہے۔

اقتدار کی راہداریوں میں گھومنے اور اس کے مزے لوٹنے کی عادت اختیار کرنے والے علماء کے ذکر سے تاریخ کا کوئی گوشہ خالی نہیں۔ یہ محفلیں آج بھی برپا ہوتی ہیں ویسے ہی بہترین پلاؤ، بیلوث کرتے سپاہی، مرغن کھانے اور کسی نہ کسی صاحب اقتدار کی تقریر اور علماء سے ملت اسلامیہ کو درس دیتے پرسکون رہنے، صاحبان اقتدار کی نیک نیتوں کا جواز پیش کرنے کیلئے کہا جاتا ہے۔ جواز پیش ہوتے ہیں، فتوے درج کر دیئے جاتے ہیں، لاکھوں کے اشتہار تشہیر کیلئے جاری ہو جاتے ہیں۔ لیکن میرے ملک کے حالات بھی جوں کے توں رہتے ہیں اور لوگ سوال کرتے پھرتے ہیں کہ اتنے سارے علماء نے فتویٰ دے دیا، راستہ بتا دیا اب ان پر عمل کیوں نہیں ہوتا۔ ان کی بات دین کے معاملے میں بھی مانی کیوں نہیں جاتی ہے۔ لیکن تاریخ اس امت کو ایک ایسا اعزاز بخشتی ہے کہ اس نے صرف ان لوگوں کو عزت و توقیر اور احترام سے یاد کیا، انہیں کو مشعل راہ بنایا، انہی کے ساتھ اپنی محبتیں وابستہ کیں جو اقتدار کی مسندوں سے دور رہے اور جن کے فیصلے اور فتوے صاحبان اقتدار اور عام آدمی دونوں کیلئے برابر رہے۔ جن کا ہاتھ اقتدار اور عام آدمی دونوں کیلئے برابر رہے۔ جن کا ہاتھ اقتدار پر بیٹھنے والوں کے گریبان تک بھی پہنچا اور جن کے علم کا تازیانہ عام آدمی کیلئے بھی برستا رہا۔ کون نہیں جانتا کہ اس برصغیر میں جب رواداری اور روشن خیالی کے نام پر اکبر نے اپنے اندر کے فرعون کو زندہ کرنے کیلئے سجدہ تعظیمی کا حکم جاری کیا تھا اور جسے کھلنڈرے اور شوقین مزاج جہانگیر نے جبراً نافذ کیا تھا اس وقت ہندوستان علماء اور مسند نشینوں سے خالی نہیں تھا۔ بلکہ یوں لگتا ہے جیسے فقیہان و مشائخ کا ایک جم غفیر تھا جو اس دور میں موجود تھا۔ کوئی شہر مدرسوں اور خانقاہوں سے خالی نہ تھا۔ کیا کیا نام تھے۔ شیخ وجیہہ گجراتی، شیخ علی متقی، شیخ جلال تھانیسری، ملا محمود جونپوری، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، مولانا الہداد جونپوری اور ایسے کئی تھے جو اپنے دور کے چراغ سمجھے جاتے تھے۔ صاحبان طریقت میں حضرت خواجہ باقی باللہ تھے۔ لیکن تاریخ اپنے دامن میں صرف ایک نام کو زندہ رکھتی ہے اور اسے خلقت کی محبت سے وابستہ کرتی ہے وہ ہے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی۔ کسی کی خاموشی اور مصلحت اور اقتدار کے سامنے نیاز مندی اسے اپنے علم و مرتبہ کے باوجود بھی لوگوں کے دلوں کی دھڑکن نہ بنا سکی۔ جبکہ مجدد الف ثانی کا نعرہ مستانہ، گوالیار کی قید و بند اور صعوبت تاریخ کا دھارا بدل گئی۔ ورنہ شاید آج ایوان صدر اور وزیر

اعظم میں سجدہ کی رسم ادا ہو رہی ہوتی اور اس دور کے درباری علماء اور ابو الفضل اور فیضی کے جانشینوں کے دیئے گئے فتوے سند کے طور پر پیش کیے جا رہے ہوتے۔

گھبرائے ہوئے، پریشان حال حکمرانوں کو جب میں نپولین کی طرح خوشبوؤں سے معطر اور عماموں اور جبوں سے مزین علماء کے اجلاس طلب کرتے، ان سے لوگوں کو پر امن رہنے کی تلقین کرتے، پریس کانفرنسیں کرواتے اور فتوے جاری کرواتے، دیکھتا ہوں تو مجھے تاریخ کی وہ شخص اور سوال یاد آجاتا ہے جو اس نے ہر اس شخص سے پوچھا جس نے مصلحت کا لبادہ اوڑھا اور لوگوں سے توقع رکھی کہ وہ اس کی بات کو سچ مانیں گے۔ اثر اس زبان میں ہوتا ہے، تاثیر اس قول میں ہوتی ہے جس میں مصلحت نہ ہو۔ جو ہر حال میں سچ بولتی ہو۔ اگر کوئی گذشتہ 60 سالہ تاریخ میں اقتدار کے ہاتھوں، پولیس دہشت گردی، رہزنی اور ہوائی حملوں اور گروہوں کی مسلح غنڈہ گردی کو حرام قرار دے دیتا، معصوم اور بے گناہ کے قتل کو ناجائز اور قابل تعزیر گردانتا خواہ حکمران کرے، کوئی سیاسی گروہ کرے یا کوئی دوست ملک تو شاید اس فتوے پر لبیک کہنے والے چاروں جانب سے نکل آتے۔ فتویٰ صرف اسی کا چلتا ہے جس کا دامن حرص و ہوس سے پاک اور اقتدار کی چوکھٹ سے دور ہو۔ ورنہ سب خسارہ ہے۔ کوئی ہے جو بنام خدا ان سے کہے کہ ہم عذاب میں ہیں، ہم بے بس و لاچار ہو گئے ہیں اور وہ خم ٹھونک کر کہیں کہ ہاں ایک راستہ ہے غلطیوں کے اعتراف کا۔ استغفار کا۔ اجتماعی استغفار کا۔ مانو ہم سے خطائیں ہوئیں، ظلم ہوا، زیادتی ہوئی۔ اس رب کائنات کے حضور۔ لیکن ہم تو معاملات خود درست کرنا چاہتے ہیں۔ رٹ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم بہت طاقتور ہیں۔ لیکن صاحبان نظر کہتے ہیں کہ زمانہ سید الانبیاء کی اس حدیث کے مصداق ہے۔ آپ نے فرمایا "ایسا ہوگا کہ ایک فتنہ آئے گا اور مومن کہے گا اس میں میرے لئے ہلاکت ہے۔ لیکن جب وہ دور ہو جائے گا اور دوسرا فتنہ شروع ہوگا تو پچھلے فتنے کو بھلا دے گا اور مومن پکار اٹھے گا۔ فتنہ تو یہ ہے، فتنہ تو یہ ہے۔ کیا ہمارے روز و شب اور ماہ و سال ایسے ہی نہیں گزر رہے تو ایسے میں حل تو ایک ہے کہ پوری بستی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑا کر پکار اٹھے کہ ہم پر رحم فرما، ہمارے حال پر کرم کر۔ اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا تو ہم بڑے خسارے میں جانے والے ہیں۔ خوبصورت ایوانوں میں جبہ و دستار اور عماموں سے مزین اجلاسوں سے نہ پہلے حالات بدلے تھے اور نہ اب بدلیں گے کہ یہ میرے رب کی سنت ہی نہیں ہے کہ وہ تو صرف مضطرب دلوں کی فریاد سنتا ہے۔

عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق

«احادیث نبوی ﷺ اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ و ائمہ ہدیٰؒ کے فیصلے»

پردہ عورت کیلئے ایک لازمی چیز ہے۔ شریعت مطہرہ میں عورت کیلئے جو احکامات دیئے گئے ہیں ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ عورت زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو چھپائے اور پردہ وستر کا لحاظ کرے۔ اسی پردہ کی وجہ سے نماز جمعہ وعیدین عورت پر فرض و واجب نہیں جبکہ مرد پر فرض وواجب ہیں۔ عورت کیلئے سب سے زیادہ ثواب اس میں ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر اور وہ بھی کسی کوشے میں نماز ادا کرے جبکہ مرد کیلئے سب سے زیادہ ثواب اس میں ہے کہ مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرے اور احادیث مبارکہ میں بھی اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اسی طرح عورت کبھی بھی جہری قراءت نہیں کرسکتی کیونکہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔ جبکہ بعض نمازوں میں مرد جہری قراءت کرتا ہے۔ گویا کہ عورت کو ہر اس عمل سے بچانے اور دور رکھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جہاں اس کے پردہ پر کسی قسم کی بھی آنچ آنے کا خطرہ ہو۔

یہی وجہ ہے کہ نماز جیسی اہم عبادت میں بھی بعض مخصوص مواقع پر عورت کا طریقہ نماز مرد سے مختلف ہو گیا۔ اسی لئے جن احادیث مبارکہ میں عورت اور مرد کے طریقہ نماز میں فرق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی بنیاد بھی عورت کی نسوانیت اور اس کے پردہ کو قرار دیا گیا ہے۔ لہذا تمام ائمہ کبار نے بھی عورت اور مرد کی نماز میں اس بنیادی فرق (پردہ) کا اعتبار کیا ہے۔

1-تکبیر تحریمہ

مرد تکبیر تحریمہ کیلئے کانوں تک ہاتھ اٹھائینگے جبکہ عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر تک اٹھائے گی۔

(۱)..... حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے وائل إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا ٥ ''جب تم

نماز پڑھو تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر اٹھائے۔" (کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۶۳۰، معجم طبرانی کبیر حدیث ۲۸ ج ۲۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۳ ج ۲)

(۲)......امام بخاریؒ کے استاد امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا۔

سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ حِذْوَ ثَدْيَيْهَا (وَقَالَ اَيْضًا) لَا تَرْفَعُ بِذٰلِكَ يَدَيْهَا كَالرَّجُلِ وَاَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّا وَجَمَعَهُمَا اِلَيْهِ جِدًّا وَقَالَ اِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ"

"ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کیسے اٹھائے تو انہوں نے فرمایا اپنی چھاتیوں تک اور فرمایا عورت نماز میں اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں۔ انہوں نے جب اس بات کو اشارہ سے بتایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور دونوں کو اچھی طرح ملایا اور فرمایا کہ نماز میں عورت (کیلئے نماز میں) ایک خاص ہیئت ہے جو مرد کی نہیں۔" (مصنف ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۱، ۲۴۷۲ باب فی المراۃ اذا افتتحت الصلاۃ الی این ترفع یدیھا)

(۳)......حضرت حمادؒ بھی یہی ارشاد فرماتے ہیں۔ "اَلْمَرْأَةُ اِذَا اسْتَفْتَحَتِ الصَّلٰوةَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا اِلٰى ثَدْيَيْهَا" ...... "جب عورت نماز شروع کرے تو اپنے ہاتھوں کو چھاتی تک اٹھائے"

(مصنف ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۴۷۳)

عورتوں کے اس طریقہ نماز پر خیر القرون میں کسی ایک نے بھی اعتراض نہیں کیا۔

2-قیام میں ہاتھ باندھنا

مرد دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھیں گے جبکہ عورتیں سینہ پر۔ مردوں کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا احادیث سے اور عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا اجماع امت سے ثابت ہے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ فرماتے ہیں۔ اَمَّا فِيْ حَقِّ النِّسَاءِ فَاتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ السُّنَّةَ لَهُنَّ وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ "عورتوں کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ ان کیلئے سینے پر ہاتھ باندھنا ہے"۔ (السعایہ ص ۱۵۶ ج ۲)

مردوں کو دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور دائیں ہاتھ کی درمیان والی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئیں۔ جبکہ عورتوں کو دائیں ہاتھ کی ہتھیلی

بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھنا چاہیے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔ عورتوں کیلئے اس طرح ہاتھ باندھنا بھی اجماعی مسئلہ ہے اس میں کسی کا اختلاف منقول نہیں۔

3-رکوع

(۱)..... مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر، سرین اور پشت برابر ہو جائیں۔ جبکہ عورتیں صرف اسقدر جھکیں کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں کیونکہ اس میں ستر اور حیا کا زیادہ اہتمام ہے۔ اس کے خلاف کسی سے منقول نہیں۔

(۲)..... مرد رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھیں جبکہ عورتیں انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھیں۔

(۳)..... مرد حالت رکوع میں کہنیاں پہلوؤں سے علیحدہ رکھیں گے جبکہ عورتیں کہنیاں پہلوؤں سے ملا کر رکھیں گی۔

4-سجدہ

مرد سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازوں کو بغلوں سے جدا رکھیں گے جبکہ عورتیں ملا کر۔ ایسی طرح مرد کی کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہوں اور عورت کی بچھی ہوئی۔

(۱)..... حضرت یزید بن حبیبؒ سے روایت ہے کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی امْرَأَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ إِذَا سَجَدْتُّمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَی الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَۃَ لَیْسَتْ فِیْ ذٰلِکَ کَالرَّجُلِ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا دو کیونکہ عورت کا حکم (سجدہ کی حالت میں) مرد کی طرح نہیں" (مراسیل ابی داؤد، باب ما جاء فی من نام عن الصلوۃ، کنز العمال حدیث نمبر ۱۹۷۸۷، سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۲۳ ج ۲، باب ما یستحب المرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)

(۲)..... حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا إِذَا جَلَسَتِ الْمَرْأَۃُ فِی الصَّلٰوۃِ وَضَعَتْ فَخِذَھَا عَلٰی فَخِذِھَا الْأُخْرٰی فَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَھَا فِیْ فَخِذَیْھَا کَأَسْتَرِ مَا یَکُوْنُ لَھَا فَإِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُ إِلَیْھَا وَیَقُوْلُ یَا مَلَائِکَتِیْ أُشْھِدُکُمْ أَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھَا "نماز کے دوران جب عورت بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر

رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے اس طرح کہ اس کیلئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے اس عورت کو بخش دیا" (کنز العمال حدیث نمبر ۲۲۰۳، سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۲۳ ج ۲: ما یستحب للمرأة من ترك التجافي في الركوع والسجود)

غور فرمائیے! اس ارشاد نبوی ﷺ میں عورت کے پردہ کا تذکرہ کتنے صاف طور پر آ گیا۔ گویا اصل اور بنیادی چیز یہی ہے۔

(۳)..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ..... كَانَ يَأْمُرُ الرِّجَالَ أَنْ يَّتَجَافَوْا فِيْ سُجُوْدِهِمْ وَيَأْمُرُ النِّسَاءَ يَنْخَفِضْنَ فِيْ سُجُوْدِهِنَّ" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو خوب کھل کر سجدہ کرنے اور عورتوں کو سمٹ کر سجدہ کرنے کا حکم فرمایا" (سنن کبریٰ بیہقی: ص ۲۲۳ ج ۲ باب ما یستحب المرأة من ترك التجافي في الركوع والسجود)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے جہاں عورت کے سجدہ کا مسنون طریقہ معلوم ہوا کہ اسے بالکل سمٹ کر اور زمین سے چپک کر سجدہ کرنا چاہیے وہاں دو اہم ترین اصول بھی معلوم ہوئے۔

☆ ایک یہ کہ نماز کے تمام احکام اوّل سے آخر تک مردوں اور عورتوں کیلئے یکساں نہیں بلکہ بعض احکام مردوں کیلئے الگ ہیں اور عورتوں کیلئے ان سے مختلف۔ ہر صنف کو ان احکام کی پابندی لازمی ہے جو اس سے متعلق ہوں۔ مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت کی اجازت نہیں۔

☆ دوسرا اہم اصول یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کیلئے نماز کی وہ ہیئت مسنون ہے جس میں زیادہ سے زیادہ ستر اور پردہ ہو۔ چونکہ مرد و عورت کی نماز میں یہ تفریق خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما کر اس کیلئے ایک اصولی قاعدہ ارشاد فرمایا اس لئے امت کا تعامل و توارث اسی کے مطابق چلا آتا ہے۔ چنانچہ حضرات فقہاء کرام جب عورتوں کے مسائل کا ذکر فرماتے ہیں تو انہی اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہیں جو اوپر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں۔

(۴)..... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا "جب

عورت سجدہ کرے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی رانوں کو ملالے" (سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۲۳ ج ۲، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۵۰۷۲، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۷۷۷ المراۃ کیف تکون فی سجودہا، کنز العمال ص ۲۲۳ ج ۴)۔

(۵)......حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا تَجْتَمِعُ وَ تَحْتَفِزُ "خوب سمٹ کر اور اکٹھی ہوکر نماز پڑھے اور سرین کے بل بیٹھے" (مصنف ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۷۷۸)

(۶)......امام بخاریؒ کے اساتذہ امام ابوبکر بن ابی شیبہؒ اور امام عبدالرزاقؒ مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعیؒ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتے تھے: اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَۃُ فَلْتَزِقْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَلَا تَرْفَعْ عَجِيْزَتَهَا وَلَا تُجَافِيْ كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ "جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے اور اپنے سرینوں کو اوپر نہ اٹھائے اور بازوں کو اپنے پہلوؤں سے دور نہ کرے جس طرح مرد اپنی نماز میں کرتے ہیں"۔ (مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۷۸۲ باب المراۃ کیف تکون فی سجودها، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۵۰۷۱، ب سنن کبریٰ ص ۲۲۳ ج ۲ باب ما یستحب المراۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)

(۷)......امام بخاریؒ کے استاد امام عبدالرزاق، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَإِنَّهَا تَنْضَمُّ مَا اسْتَطَاعَتْ لَا تَتَجَافَى لِكَيْ لَا تَرْفَعَ عَجِيْزَتَهَا" "جب عورت سجدہ کرے تو سمٹ جائے اور بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا نہ کرے اور اپنے سرینوں کو اوپر نہ اٹھائے" (مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۵۰۶۸)

(۸)......مدینہ منورہ میں حضرت مجاہدؒ اور بصرہ میں امام حسن بصریؒ یہی فتوی دیتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر ۲۷۸۰۔۲۷۸۱)

دور صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا اور ائمہ اربعہؒ کا بھی اسی پر اجماع ہے۔

(۹)......امام ابوالحسن علی بن ابوبکر المرغنانی حنفی (ہدایہ ص ۱۰۰، ۱۱۰ میں) فرماتے ہیں۔ وَالْمَرْأَةُ تَرْفَعُ يَدَيْهَا حِذَاءَ مَنْكِبَيْهَا هُوَ الصَّحِيْحُ لِأَنَّهُ أَسْتَرُ لَهَا وَقَالَ أَيْضًا وَالْمَرْأَةُ تَنْخَفِضُ فِي سُجُوْدِهَا

تَلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا لِأَنَّ ذَالِكَ اَسْتَرُلَهَا "اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنے مونڈھوں (کندھوں) تک اٹھائے۔ یہی صحیح ہے کیونکہ یہ طریقہ اس کے لئے زیادہ پردہ کا ہے نیز آگے چل کر فرماتے ہیں اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنا پیٹ اپنی رانوں سے ملالے کیونکہ یہ اس کے لئے زیادہ پردہ کی چیز ہے"۔

(۱۰)......امام شافعیؒ فرماتے ہیں:۔

وَقَدْ اَدَّبَ اللّٰهُ تَعَالٰی النِّسَاءَ بِالْاِسْتِتَارِ وَاَدَّبَهُنَّ بِذَالِكَ رَسُوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَحَبُّ لِلْمَرْاَةِ فِی السُّجُوْدِ اَنْ تَضُمَّ بَعْضَهَا اِلٰی بَعْضٍ وَتُلْصِقَ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا وَتَسْجُدَ كَاَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا وَهٰكَذَا اَحَبُّ لَهَا فِی الرُّكُوْعِ وَالْجُلُوْسِ وَجَمِيْعِ الصَّلٰوةِ اَنْ تَكُوْنَ فِيْهَا كَاَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا ○

"اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ ادب سکھلایا ہے کہ وہ پردہ کریں اور یہی ادب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عورتوں کو سکھلایا ہے لہذا عورتوں کیلئے پسندیدہ یہ ہے کہ وہ اپنے اعضاء کو ملا کر رکھیں اور پیٹ کو رانوں سے چپکالیں اور اس طرح سجدہ کریں کہ ان کیلئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے اسی طرح ان کیلئے پسندیدہ ہے رکوع میں بھی اور جلسہ میں بھی بلکہ تمام نماز ہی میں کہ وہ اس طرح نماز پڑھیں جس سے ان کیلئے زیادہ سے زیادہ ہو جائے" (کتاب الام: باب التجافی فی السجود: ص ۱۰۰ ج ۱)

(۱۱)......امام خرقی حنبلیؒ فرماتے ہیں" اِنَّ الْمَرْاَةَ تَجْمَعُ نَفْسَهَا فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ" "عورت رکوع سجود میں اپنے آپ کو اکٹھا کرے (یعنی سکیڑے)۔

حافظ ابن قدامہ حنبلیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں "عورت مرد کی مخالفت کرے گی۔ ترک تجافی میں (یعنی عورت مرد کی طرح رانوں کو پیٹ سے دور نہیں رکھے گی بلکہ ملائے گی) کیونکہ عورت چھپانے (ستر) کی چیز ہے۔ لہذا اس کے لئے اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھنا مستحب ہے تاکہ یہ اس کیلئے زیادہ سے زیادہ ستر کا باعث بنے۔ وجہ یہ ہے کہ عورت کیلئے رانوں کو پیٹ سے جدا رکھنے میں اس بات کا اندیشہ ہے کہ اس کا کوئی عضو کھل جائے (مغنی ابن قدامہ ص ۵۶۲ ج ۱)۔

☆مرد سجدے میں اپنے دونوں پاؤں پنجے کے بل کھڑا اور دونوں بازو زمین سے جدا رکھیں

گے جبکہ عورتیں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر اور بازو زمین سے لگا کر سجدہ کریں گی۔

5-جلسہ و قعدہ (یعنی دو سجدوں کے درمیان اور تشہد کیلئے بیٹھنا)

(۱)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

وَكَانَ يَأْمُرُ الرِّجَالَ اَنْ يَّفْرِشُوا الْيُسْرٰى وَ يَنْصِبُوا الْيُمْنٰى فِي التَّشَهُّدِ وَيَأْمُرُ النِّسَاءَ اَنْ يَّتَرَبَّعْنَ

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو حکم دیا کرتے تھے کہ تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھا کریں۔ اور عورتوں کو تربع کا حکم فرماتے۔ یعنی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرینوں کے بل بیٹھنا'' (سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۲۳ ج ۲)

(۲)......حضرت نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا:

كَيْفَ كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ ثُمَّ اُمِرْنَ اَنْ يَّحْتَفِزْنَ (يعنى يَسْتَوِيْنَ جَالِسَاتٍ عَلٰى اَوْرَاكِهِنَّ)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں؟ فرمایا چارزانوں بیٹھ کر۔ پھر ان کو حکم دیا گیا کہ وہ خوب سمٹ کر بیٹھا کریں۔ (جامع المسانید ص ۴۰۰ ج ۱)

(۳)......قعدہ کی ہیئت کو ذکر فرماتے ہوئے صاحب ہدایہ امام ابو الحسن حنفی فرماتے ہیں فَاِنْ كَانَتْ اِمْرَاَةً جَلَسَتْ عَلٰى اِلْيَتِهَا الْيُسْرٰى وَاَخْرَجَتْ رِجْلَيْهَا اِلَى الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ لِاَنَّهٗ اَسْتَرُ لَهَا ''اگر عورت ہو تو اپنے سرین پر بیٹھ جائے اور پاؤں بائیں جانب نکال لے کیونکہ یہ اس کے لئے زیادہ پردہ کی چیز ہے''۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد فرمودہ اصول کی رعایت صرف فقہائے احناف ہی نے نہیں کی بلکہ قریب قریب تمام ائمہ کبار نے بھی عورت مرد کی نماز میں اس بنیادی فرق (پردہ) کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

(۴)......حافظ ابن قدامہ حنبلی مغنی ص ۵۶۲ ج ۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔ وَتَسْدِلُ رِجْلَيْهَا فَتَجْعَلُهُمَا فِيْ جَانِبِ يَمِيْنِهَا قَالَ اَحْمَدُ وَالسَّدْلُ اَحَبُّ اِلَيَّ ''عورت سدل کرے یعنی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک عورت کیلئے سدل زیادہ

پسندیدہ ہے"۔

مرد قعدہ وجلسہ میں بائیں پاؤں پر بیٹھیں اور دایاں پاؤں انگلیوں کے بل کھڑا رکھیں۔ جبکہ عورتیں بائیں سرین کے بل بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دیں۔

6-امام کو غلطی پر متنبہ کرنا

اگر عورتیں مردوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہوں اور امام کو غلطی پر متنبہ کرنا پڑے تو عورتیں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی پشت پر مار کر امام کو متنبہ کریں گی جبکہ مرد سبحان اللہ کہہ کر امام کو متنبہ کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ فِی الصَّلٰوۃِ

"نماز میں تسبیح مردوں کیلئے ہے اور تصفیق (ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرے ہاتھ سے مارنا) عورتوں کیلئے"

(بخاری باب التصفیق للنساء، مسلم باب التصفیق المراۃ، ترمذی باب التسبیح للرجال والتصفیق للنساء)

7-نماز میں سر ڈھانپنا

عورت کی نماز ننگے سر ہرگز نہ ہوگی۔ جبکہ مرد کی نماز ننگے سر ہو جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَاتُقْبَلُ صَلَاۃُ الْحَائِضِ اِلَّا بِخِمَارٍ "بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں ہوتی"۔

(ترمذی باب لاتقبل صلوۃ الحائض الا بخمار، ابوداؤد باب المراۃ تصلی بغیر خمار)

مذکورہ بالا احادیث طیبہ، آثار صحابہؓ و تابعینؒ اور چاروں مذاہب فقہ حقہ کے حضرات فقہاء کرام کی عبارت سے جو عورتوں کی نماز کا مسنون طریقہ ثابت ہوا وہ مردوں کے طریقہ نماز سے جدا ہے۔ عورتوں کیلئے نماز میں زیادہ سے زیادہ پردہ اور جسم سمیٹ کر نماز کے ارکان ادا کرنے کا حکم ہے۔ اور یہ طریقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک اس امت میں متفق علیہ اور عملاً متواتر ہے۔ آج تک کسی صحابیؓ، تابعیؒ یا دیگر فقہائے امت کا کوئی ایسا فتویٰ نظر نہیں آیا جس میں عورتوں کی نماز کو مردوں کی نماز کے مطابق قرار دیا ہو۔

خواتین کے صفحات

جہنمی عورتوں کی نشانیاں

بنت محمد اسلم: درجہ عالیہ

حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میری بیوی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہچکیاں لے لے کر روتے ہوئے دیکھا میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان اے اللہ کے رسول! آپ کو کس چیز نے رلایا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں نے اس رات جب مجھے آسمان کی سیر کروئی گئی۔ تو اپنی امت کی بعض عورتوں کو دیکھا کہ ان کو مختلف قسم کے عذاب میں ڈالا گیا ہے۔ ان کے سخت عذاب کو دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔

میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو اس کے سر کے بالوں کے ساتھ الٹا لٹکایا گیا ہے۔ اور اس کے دماغ کھول رہا ہے۔ ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو اسکی زبان کے ساتھ الٹا لٹکایا گیا ہے۔ اور گرم پانی اس کے حلق میں ٹپکایا جا رہا ہے۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے دونوں پیروں کو اس کی چھاتیوں کے ساتھ اور اس کے دونوں ہاتھوں کو اس کی پیشانی کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کو اس کی چھاتی کے ساتھ الٹا لٹکا دیا گیا۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس کا سر سور کے سر جیسا ہے۔ اس کا بدن گدھے جیسا ہے۔ اس کو قسم کا عذاب دیا جا رہا ہے۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کی شکل کتے جیسی ہے اور آگ اس کے منہ سے داخل ہوتی ہے اور اس کے پاخانے کے راستے سے نکلتی ہے۔ فرشتے آگ کے گرزوں سے اس کے سر پر مار رہے تھے۔

اور یہ سننا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہو گئیں اور دریافت کیا کہ میرے پیارے ابو! میری آنکھ کی ٹھنڈک! ان عورتوں نے کیا کیا جرم کئے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کو عذابوں

میں مبتلا کیا گیا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری بیٹی اے میرے دل کے ٹکڑے! وہ عورت جسکو سر کے بالوں کے ساتھ باندھ کر لٹکایا گیا تھا۔ اس کا قصور یہ تھا۔ کہ مردوں سے اپنے بالوں کو نہ چھپاتی تھی۔ اس کا قصور یہ تھا کہ وہ اپنے شوہر کو ایذا دیتی تھی۔ اور میری بیٹی جس کو چھاتی کے بل لٹکایا گیا تھا یہ وہ عورت تھی جو اپنے شوہر کے بستر کو گندا کرتی تھی اور بدکار تھی۔ اور جس عورت کے دونوں پیر چھاتی سے اور دونوں ہاتھ پیشانی سے باندھ دیئے گئے تھے۔ اس پہ سانپ اور بچھو چھوڑ دیئے گئے تھے۔ یہ وہ عورت تھی جو جنابت کے بعد اپنے بدن کو پاک اور صاف نہیں کرتی تھی۔ اور نماز کا مذاق اڑاتی تھی۔ جس عورت کا سر سور جیسا اور جسم گدھے جیسا تھا۔ تو یہ وہ عورت تھی جو چغل خوری اور جھوٹ بولتی تھی۔ اور جس عورت کی شکل کتے جیسی تھی اور آگ اس کے منہ سے داخل ہو کر اس کے پاخانہ کے راستے سے نکلتی تھی یہ وہ عورت تھی۔ جو حسد کرتی تھی اور احسان جتاتی تھی۔

بچوں کے صفحات

دو دو کام

رحماء اسد

ایک آدمی کا ایک نوکر تھا، وہ بہت سست اور عجیب وغریب طبیعت کا مالک تھا مالک نے ایک دن اسے انگور اور انجیر خریدنے کیلئے بھیجا اس نے اپنی عادت سے بھی زیادہ دیر کردی۔ وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں صرف انگور تھے مالک نے اس سے کہا کہ ایک تو تو اسقدر تاخیر سے آیا کہ جان حلق تک آپہنچی۔ دوسرے تو صرف ایک چیز خرید کر لایا ہے۔ یہ کہکر اس کی خوب دھنائی کی، اور مزید کہا کہ اپنی اس حرکت سے باز آجا کہ تجھے دو کام کیلئے بھیجوں تو تو ایک کر کے آئے۔ تجھے تو چاہئے کہ جب تجھے ایک کام کیلئے بھیجوں تو تو دو کر کے واپس آئے۔ اس بات کو کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ اس کا مالک ایک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اس نے اپنے نوکر سے کہا ڈاکٹر کو بلالا۔ نوکر جب واپس آیا تو اس نے ہمراہ ڈاکٹر

کے علاوہ ایک اور شخص تھا۔ مالک نے ڈاکٹر کی سمت اشارہ کر کے کہا کہ اسے تو میں جانتا ہوں مگر یہ دوسرا کون ہے۔ نوکر نے کہا کہ آپ نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ جب میں ایک کام کرنے کو کہوں تو دو کام کیا کر۔ تو آج میں نے آپ کے فرمان کی بجا آوری کی ہے آپ کے علاج کیلئے تو میں ڈاکٹر کو لایا ہوں اور آپ کی قبر کی کھدائی کیلئے گورکن کو ساتھ لے کر آیا ہوں۔

پانچ چیزیں

محمد عثمان بن حاجی محمد حسین

پانچ چیزوں پر عمل کرنے والے شخص کی نیکیوں اور رزق میں سمندر کی جھاگ کے برابر اضافہ ہوتا ہے۔۔۔۔ایک وہ شخص جو صدقہ کرے حالانکہ اس کے پاس مال تھوڑا ہو شرط یہ ہے کہ مال حلال ہو۔۔۔۔۔دوسرا وہ شخص جو صلہ رحمی کرتا ہے اگر چہ تھوڑی چیز سے یا زیادہ سے۔۔۔۔تیسرا وہ شخص جو ہر سال جہاد فی سبیل اللہ کرتا ہے۔۔۔۔چوتھا وہ شخص جو ہمیشہ باوضو رہتا ہے اور پانی میں فضول خرچی نہیں کرتا۔ پانچواں وہ شخص جو اپنے والدین کی اطاعت کرتا ہے اور اسی پر قائم رہتا ہو۔

اقوال زریں

تنویر احمد کشمیری

1۔۔۔۔ایسا کام جس سے کسی مغموم کے لبوں پر مسکراہٹ آجائے نیک اور پسندیدہ ہے اور جو کام سب سے زیادہ مغفرت کا سبب ہوگا وہ

2۔۔۔۔کسی کا دل مت دکھاؤ ہو سکتا ہے اس کے آنسو تمہارے لیے سزا بن جائیں۔

3۔۔۔۔ایک جھوٹ آدھی دنیا کا سفر کر لیتا ہے جبکہ سچ ابھی جوتوں کے تسمے باندھ رہا ہوتا ہے۔

4۔۔۔۔شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔

5۔۔۔۔اگر تم نے ہر حال میں خوش رہنے کا فن سیکھ لیا ہے تو یقین کرو تم زندگی کا سب سے بڑا فن سیکھ لیا ہے۔

6۔۔۔۔انسان جتنا زیادہ ایثار سے سرشار ہوتا ہے اتنا ہی قابل عزت بن جاتا ہے۔

7.....مصیبتیں اور بیماریاں اتنی خوفناک نہیں ہوتیں، جتنا کہ بزدلی اور کم ہمتی کی وجہ سے نظر آتی ہیں۔

8.....دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا کہ تم ان سے امید رکھتے ہو۔

9.....بڑوں کی غلطی ثابت کرنا بھی غلطی ہوتی ہے۔

10.....اچھی بات چاہے کسی نے بھی کی ہو غور سے سنو۔

قناعت

بنت جمال

اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ:

اے ابن آدم تم میرے تھوڑے دیئے پر راضی ہو جاؤ میں تمہارے تھوڑے کئے پر راضی ہو جاؤں گا۔

اس حدیث قدسی میں قناعت کا درس دیا جا رہا ہے۔ قناعت سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے دنیا میں جو نعمتیں ہمیں عطا فرمائی ہیں ان پر اس کا شکر ادا کیا جائے اور زیادہ کی ہر وقت طلب نہ کی جائے بلکہ جتنا عطا کیا ہے اس پر یہ خیال کرے کہ میں تو اس کے قابل بھی نہ تھا یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اتنا عطا فرمایا۔

اگر انسان قناعت اختیار کرے تو اس کو دلی طور پر بھی سکون نصیب ہوتا ہے اور ہر وقت کی بے سکونی اور دلی پریشانی سے بھی مامون رہتا ہے۔

قناعت اختیار کرنا اتنا اچھا کام ہے کہ اس کے بدلے اللہ نے فرمایا کہ میں تمہارے تھوڑے اور ناقص عمل پر راضی ہو جاؤں گا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے اختیار کرنے کے بعد عمل کی ضرورت نہیں بلکہ اس میں قناعت کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

آئے تھے انکو ڈھونڈنے خود بھی بے خبر گئے

بنت نسیم: درجہ عالیہ

حضرت عبید بن عمیر مشہور تابعی گزرے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی فصیح زبان دی تھی ان کی مجلس

میں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی بیٹھا کرتے تھے۔

مکہ مکرمہ میں ایک جوان عورت تھی شادی شدہ تھی اللہ تعالیٰ نے اسے غیر معمولی حسن سے نوازا تھا یہ حسن بھی عجیب چیز ہے بڑے بڑے پہلوان اس کے آگے برف کی طرح پگھلنے لگتے ہیں۔ یہ خاتون ایک دن آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ رہی تھی شوہر سے کہنے لگی کوئی شخص ایسا ہو سکتا ہے جو یہ چہرہ دیکھے اور اس پر فریفتہ نہ ہو۔ شوہر نے کہا ایک شخص ہے کیا وہ کون، شوہر نے کہا۔ عبید بن عمیر اسے شرارت سوجھی کہ آپ مجھے اجازت دیں میں ابھی اسے اسیر محبت بنائے دیتی ہوں۔ شوہر نے اجازت دے دی وہ عبید بن عمیر کے پاس آئی۔ کہا مجھے آپ سے تنہائی میں ضروری مسئلہ پوچھنا ہے۔ عبید بن عمیر اسے بلا کر مسجد حرام کے کونے میں کھڑے ہو گئے۔ اس عورت نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا تو عبید بن عمیر نے اسے بے پردہ دیکھ کر فرمایا اللہ کی بندی اللہ سے ڈر، کہنے لگی میں آپ پر فریفتہ ہو گئی ہوں آپ میرے بارے میں غور کریں یعنی دعوت گناہ کی طرف اشارہ تھا عبید بن عمیر اس کے بہکاوے میں آنے والے کب تھے۔

انہوں نے کہا کہ میں تجھ سے چند سوالات پوچھتا ہوں۔ اگر تو نے صحیح جوابات دیئے تو میں تیری دعوت پر غور کروں گا۔ اس نے حامی بھرلی آپ نے فرمایا۔ کہ اگر موت کا فرشتہ تیری روح قبض کرنے آجائے اس وقت تجھے یہ گناہ اچھا لگے گا؟ کہنے لگی ہرگز نہیں۔ فرمایا! جواب درست ہے۔ لوگوں کو ان کے نامہ اعمال مل رہے ہوں اور تجھے معلوم نہ ہو کہ تجھے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں ہاتھ میں، اس وقت تجھے یہ گناہ اچھا لگے گا؟ کہنے لگی نہیں فرمایا درست۔ اور پھر فرمایا پل صراط پر گزرتے ہوئے تجھے اس گناہ کی رغبت ہوگی۔ کہنے لگی نہیں فرمایا جواب درست ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کی بندی اللہ سے ڈر اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے اس کی نافرمانی نہ کر۔

وہ عورت جو گناہ کے ارادے سے آئی تھی وہ گھر لوٹی تو اس کے دل کی کائنات بدل چکی تھی اسے دنیاداری کی لذتیں بے حقیقت معلوم ہونے لگیں۔ شوہر نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا کہ اگر مرد عبادت کر سکتے ہیں تو ہم عورتیں کیوں پیچھے رہیں۔ اور اس کے بعد نماز روزہ کی پابند ایک عابدہ اور

پرہیز گار خاتون بن گئی۔

واقعی مرد مؤمن کی نگاہ سے دل کی دنیا میں انقلاب آ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس کے مقدر میں ہدایت لکھی ہوتی ہے اسے ہدایت مل جاتی ہے۔ (کتاب القتات للعجلی ج: ۲، ص: ۱۱۹)

سب سے زیادہ بیوقوف کون ہے؟

بنت عبد الوھاب

ایک بزرگ گزرے ہیں ان کا نام بہلول تھا، اللہ کو یاد کرنے والوں میں بہت اونچے مقام پر تھے، باتیں بڑی حکمت (دینی سمجھ بوجھ) کی کیا کرتے تھے اس واسطے ان کو لوگ بہلول حکیم بھی کہتے تھے۔

وہ ہارون الرشیدؒ کے زمانے میں تھے اور ہارون الرشیدؒ ان سے کبھی کبھی مذاق بھی کرتے تھے اور اعلان کر رکھا تھا کہ جب بہلول مجذوب میرے پاس آتا ہے تو کوئی ان کے لئے رکاوٹ نہ بنا کرے تاکہ وہ سیدھے میرے پاس پہنچ جایا کرے۔ ایک دن ایسے ہی ہارون الرشیدؒ کے پاس پہنچ گئے ہارون رشید مذاق تو کرتے تھے ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی وہ چھڑی اٹھا کر انہوں نے بہلول کو دی اور کہا میاں بہلول! یہ چھڑی میں تم کو امانت کے طور پر دیتا ہوں ایسا کرنا کہ اس دنیا میں جو شخص تمہیں اپنے سے زیادہ بیوقوف ملے اس کو یہ چھڑی میری طرف سے ہدیہ دے دینا۔ اشارہ اس طرف تھا کہ تم سے زیادہ بیوقوف تو دنیا میں کوئی ہے ہی نہیں اگر تمہیں اپنے سے بھی زیادہ بیوقوف ملے تو اس کو دینا۔ بہلول نے وہ چھڑی اٹھا کر اپنے پاس رکھ لی۔ بات آئی گئی ہوگئی مہینے گزر گئے سال گزر گئے تقدیر سے ہارون رشید بیمار پڑ گئے بیمار ایسے پڑے کہ بستر سے لگ گئے نہ کہیں آنا نہ کہیں جانا حکیموں نے کہیں آنے جانے سے منع کر دیا۔ بہلول عیادت کے لئے گئے جا کر کہا امیر المؤمنین کیا حال ہے؟۔

امیر المؤمنین نے کہا بہلول کیا سناؤں بہت لمبا سفر درپیش ہے۔ بہلول کہاں کا سفر ہے امیر المؤمنین؟ فرمایا آخرت کا سفر ہے، بہلو اچھا تو آپ نے وہاں پر پہلے کتنے لشکر بھیجے ہیں؟ کتنے خیمے؟ ہارو رشید نے کہا تم بھی عجیب باتیں کرتے ہو وہ سفر ایسا ہے اس میں کوئی خیمہ نہیں جاتا نہ کوئی آدمی نہ کوئی محافظ، نہ کوئی لشکر ساتھ جاتا ہے۔ اچھا جناب واپس کب آئیں گے؟ ہارون رشید نے کہا پھر تم

نے ایسی بات شروع کر دی وہ سفرِ آخرت کا سفر ہے اس سفر پر جانے کے بعد کوئی واپس نہیں آتا۔ بہلول اچھا اتنا بڑا سفر ہے کہ وہاں سے کوئی واپس نہیں آتا اور کوئی آدمی پہلے سے انتظام کرنے کے لئے نہیں جا سکتا؟ کہا بہلول وہ ایسا ہی سفر ہے۔ کہا امیر المومنین پھر تو ایک امانت میرے پاس آپ کی بہت مدت سے رکھی ہوئی ہے جو آپ نے یہ کہہ کر دی تھی کہ اپنے سے زیادہ بیوقوف آدمی کو دینا۔ آج مجھے اس چھڑی کا لینے والا حق دار آپ سے زیادہ کوئی نظر نہیں آتا۔ کیونکہ میں دیکھتا تھا کہ جب آپ کو چھوٹے سے بھی سفر کی ضرورت ہوتی وہاں سے جلدی واپسی کی امید ہوتی تو اس کے لئے آپ پہلے سے بہت سا لشکر روانہ کرتے تھے وہ آپ کا راستہ تیار کرتے تھے منزلیں قائم کرتے تھے لیکن اب آپ کا اتنا لمبا سفر شروع ہو رہا ہے اس کی کوئی تیاری بھی نہیں ہے اور اس سے واپس آنا بھی نہیں ہے تو مجھے اپنے سے زیادہ بے وقوف صرف آپ ہی ملے ہیں آپ کے سوا کوئی نہیں یہ چھڑی آپ ہی کو مبارک ہو۔ ہارون رشید یہ بات سن کر رو پڑے کہا بہلول ہم نے تمہیں دیوانہ سمجھا تھا۔ لیکن یہ معلوم ہوا کہ تم سے زیادہ عقل مند کوئی نہیں۔

فائدہ: محترم ناظرین! عقل مند آدمی وہی ہے جو آخرت کے سفر کی تیاری کرے جہاں سے واپس نہیں آیا جاتا۔ وہاں کا نقصان بہت بھاری نقصان ہے لہذا آخرت کی تیاری کی ہر وقت فکر میں رہیں اور سارے گناہوں کو فوراً چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار بن جائیے۔ استغفار اور توبہ کثرت سے کریں موت کو یاد رکھیں، ہر دن کو آخری دن سمجھیں اور ہر ہر عمل سے پہلے اور بعد یہ ضرور سوچ لیں کہ میں جنت کی طرف بڑھا یا دوزخ کی طرف۔

جس طرح ہمارے والدین اور اساتذہ کوئی ہوم ورک یا کام دینے کے بعد اس کام کے بارے میں پوچھتے ہیں یا کام نہ کرنے پر سزا دیتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں اس کا دھیان کرنا چاہیے کہ جو کچھ بھی اس دنیا کے اندر ہم کرتے ہیں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہم سے پوچھیں گے اگر کام اچھے ہوں گے تو انعام جنت کی صورت میں ملے گا اور اگر اچھے اعمال نہ کئے تو سزا کی طور پر دوزخ میں ڈالیں گے۔

MONTHLY MAGAZINE
Millia
JAMIA MILLIA ISLAMIA
FAISALABAD PAKISTAN
Reg:M # FD-16
MOHALLAH KHALSA COLLEGE FAISALABAD Ph:041-8711569
E-mail: milliafsd@hotmail.com
Fax # 041-8124335